اسلام کیسے شروع ہوا؟

از

عبدالواحد سندھی

فاران لمیٹڈ (ناشرانِ کتب) کراچی

بارسوم

قیمت ۱۲

اُن مسلمان بچّوں کے نام

جو اس کتاب کے پڑھنے کے بعد یہ ارادہ کرلیں کہ اپنے اچھے کاموں، اچھی باتوں اور اپنی زندگی کے اچھے نمونے سے اپنے غیر مسلم پڑوسیوں پر ظاہر کردیں گے کہ اسلام لوگوں کے لئے رحمت ہے، اسلام دوسروں کی خدمت کرنے کا نام ہے، اسلام غریبوں، مصیبت کے ماروں، بھوکوں، ننگوں اور اپاہجوں کی مدد کرنے کا نام ہے۔ اسلام گرے ہوئے لوگوں سے محبت کرنے اور اُن کو اپنا بھائی بنانے کا نام ہے۔ اسی کا نام اسلام پھیلانا ہے اور یہی اسلام ہم سے چاہتا ہے۔ جب ہم ایسا کرینگے آپ ہی آپ لوگوں میں پھیلے گا۔ اللہ میاں ہم سے خوش ہوں گے۔ پیارے رسولؐ ہم سے خوش ہوں گے۔

بچّوں کی بھلائی چاہنے والا
عبدالواحد

مطبع نذیر پرنٹنگ ورکس کراچی۔

فہرست مضامین

۱۔ اسلام کیا ہے؟

اسلام ہمارا تمھارا دین ہے ، یہ دین اُس زمانے سے چلا آرہا ہے جب سے اللہ میاں نے آدمی کو پیدا کیا ہے۔ اور جب تک یہ دُنیا ہے ، یہ دین بھی رہے گا۔ اِس دین کے سکھانے کے لئے مختلف وقتوں اور مختلف ملکوں میں اللہ کے بھیجے ہوئے انسان آئے جن کو رسولؑ کہتے ہیں ۔ یہ رسولؑ لوگوں کو اسلام سکھانے آئے۔ تم پوچھوگے اسلام کیا ہے؟

آؤ ہم بتائیں - اسلام کی بڑی بڑی باتیں پانچ ہیں - ایک ایک کرکے تمہیں بتاتے ہیں ذرا کان لگاکر سُنو۔

۱- اللہ ایک ہے اور اُس کے سب رسولؑ سچّے ہیں:-

اسلام سکھاتا ہے کہ یہ چوڑی چکلی زمین جس پرہم رہتے بستے ہیں جس پر کہیں آسمان سے باتیں کرنے والے اونچے اونچے پہاڑ ہیں تو کہیں سنسان جنگل کہیں چٹیل میدان ہیں تو کہیں ہرے بھرے باغ، کہیں بل کھاتی ہوئی ندّیاں ہیں تو کہیں بڑے بڑے سمندر - اسی زمین پر انسان بھی رہتا ہے - پرندے بھی اور چرندے بھی -

ذرا نیلے نیلے آسمان کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھو، دن کو روشن سورج اور رات کو نورانی چاند، جس کے چاروں طرف جگ مگ جگ مگ کرتے ہوئے ستارے ہیں

ان چیزوں کو دیکھ کر تم نے کبھی نہ کبھی یہ ضرور سوچا ہوگا کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ کیا یہ سب چیزیں آپ ہی آپ پیدا ہوگئیں؟ یہ نہ سمجھنا کہ یہ ساری دنیا آپ ہی آپ پیدا ہوگئی ایسا نہیں ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہے۔ وہ کون ہے؟ وہ اللہ ہے۔

اللہ ایک ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ وہی اس ساری دنیا کا بنانے والا ہے، وہی سب کا مالک ہے۔ وہی مارتا

ہے، وہی جِلاتا ہے۔ ہم سب اس کے بندے ہیں وہی عبادت کے لائق ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اللہ نے اپنے بندوں کو نیک اور اچھا بنانے کے لئے اپنے رسولؑ بھیجے جن کا کام یہ تھا کہ لوگوں کو اچھی باتیں سکھائیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ ان اچھّے لوگوں کی تعداد کسی کو معلوم نہیں، دُنیا میں کوئی قوم یا ملک ایسا نہیں ہے جہاں اللہ کے رسولؑ نہ آئے ہوں۔

اسلام سکھاتا ہے کہ ان سب رسولوںؑ کو سچّا مانو اور ان پر ایمان لاؤ، سب رسولوںؑ کے سردارؐ اور ان کے کام کو پورا کرنے والے

ہمارے تمہارے آقا حضرت محمد صلعم ہیں۔

اسلام سکھاتا ہے کہ اس بات کا پکا یقین کرلو کہ حضرت محمدؐ کے بعد کوئی نبی یا پیغمبر نہیں آئے گا، آپؐ تمام رسولوں کے سردار ہیں، آپؐ نے آن کر اسلام کو پورا کیا، اب اسلام قیامت تک سدا بہار پھول کی طرح رہے گا۔ رسولوں کے سردارؐ کی کتاب یعنی قرآن مجید آخری کتاب ہے، اس کے بعد دنیا کو کسی کتاب کی ضرورت نہ ہوگی۔

اسلام سکھاتا ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمد صلعم تک جتنے اللہ کے رسولؑ آئے ہیں ان سب پر ایمان لاؤ۔ ان کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرو۔ اور ان کی پاک صاف

زندگیوں کی پیروی کرو۔ اس پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے اور ان کو ہادی اور رہبر ماننا اور ان کی عزّت کرنا ہمارا تمہارا ایمان ہے۔ اللہ کے سب رسولوںؑ پر رحمت اور سلامتی ہو۔

۲۔ نماز:۔

اسلام سکھاتا ہے کہ بس اللہ کے آگے اپنا سر جھکاؤ۔ اس کے سوا کسی کے سامنے نہ جھکو۔ اُسی سے اپنی مُرادیں مانگو، نماز اسلام کا سب سے بڑا رُکن ہے، نماز پانچ وقت کی ہے، یہ ہماری بھلائی کے لئے ہم پر فرض ہے۔

مسلمان خواہ امیر ہوں خواہ غریب بوڑھے ہوں یا جوان، سب کے سب گورے

ہوں یا کالے، ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اپنے امیر کی اطاعت اور حکم ماننے کا خیال اچھی طرح اُن کے دلوں میں پیدا ہوجاتا ہے اور اُن میں فوجی شان پائی جاتی ہے اپنے بھائیوں سے پیار اور محبت کا خیال پیدا ہوتا ہے، ایک دوسرے سے مل کر کام کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ ہر وقت کی صفائی اور صبح اُٹھنے سے تندرستی بھی ٹھیک رہتی ہے، ہر کام وقت پر کرنے کی عادت لگ پڑجاتی ہے۔ لیکن سب سے بڑی اور اچھی بات یہ ہے کہ آدمی بڑے ادب اور سلیقے کے ساتھ اپنے مالک کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور اپنے بندے

ہونے کی شان کو اپنے حال سے اور اپنی زبان
سے ظاہر کرتا ہے، اور یہی انسان کی بڑی
خوبی ہے، اچھی طرح دل لگاکر نماز پڑھنے کا
بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو
اللہ سے اور اللہ کو اپنے سے نزدیک سمجھنے
لگتا ہے اس لئے اس کی ہمّت بہت بڑھ
جاتی ہے۔ وہ پھر سوائے اللہ کے اور کسی سے
نہیں ڈرتا اور اپنے مالک کے سوا کسی کی
غلامی کو پسند نہیں کرتا۔

۳۔ رمضان کے روزے :۔

اسلام کی تیسری تعلیم یہ ہے کہ سال بھر میں
رمضان کے پورے مہینے روزے رکھو۔ روزے
رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ صبح بہت سویرے

سے لے کر شام کو سورج ڈوبنے تک نہ کھاؤ نہ پیو، نہ لڑو، نہ جھگڑو نہ کسی سے گالی گلوج کرو۔ بس اپنا کام کرو۔ اور ہر وقت اللہ کا دھیان رکھو۔ تم کہوگے اس سے فائدہ؟
روزے کے بڑے بڑے فائدے ہیں یہاں دو تین باتیں سُن لو۔ بڑے ہوکر کتابوں میں روزے کے اور فائدے بھی پڑھ لوگے، اپنی بھوک پیاس میں غریبوں کی بھوک پیاس کا خیال اچھی طرح رہتا ہے، صحت ٹھیک رہتی ہے۔ اور اپنے جی کو روکنے اور غصے کو مارنے کی عادت ہوجاتی ہے

۴۔ زکوٰۃ :۔

اسلام سکھاتا ہے خوب کماؤ، خوب

کھاؤ پیو مگر اپنے غریب بھائیوں کو اور اپنی قوم کو مت بھولو، غریبوں کی مدد کرو۔ ہر وقت اپنی قوم کی بھلائی کا خیال رکھو، جن کو اللہ نے بہت کچھ دے رکھا ہے ان کا فرض ہے کہ اپنی سال بھر کی آمدنی میں سے اپنے غریب بھائیوں کی مدد کریں۔ اس مدد کا نام اسلام نے زکوٰۃ رکھا ہے۔

یہ چیز بھی ہماری بھلائی کے لئے ہم پر فرض کر دی گئی ہے۔ زکوٰۃ سے مسلمانوں کا قومی خزانہ بنتا ہے، جس کا نام اسلام نے بیت المال رکھا ہے۔ بیت المال کا فائدہ یہ ہے کہ اس روپئے سے مسلمانوں کی قومی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں مسجدوں کا انتظام

اس سے ہوتا ہے، غریبوں، اپاہجوں، ناداروں
قرض داروں، یتیموں، بیواؤں کی اس سے مدد
کی جاتی ہے۔ ملک کی حفاظت کے لئے لشکروں
کی تیاری کی جاتی ہے، توپیں، بندوقیں ہوائی
جہاز اس سے خریدے جاتے ہیں۔ فوج کی
تمام ضرورتیں بیت المال کے روپئے سے
پوری کی جاتی ہیں۔ مسافر خانے، راستے، سڑکیں
کنوئیں، پل اسی خزانے سے بنوائے جاتے
ہیں اور ملک بھر میں اسی روپئے سے مدرسے
کھولے جاتے ہیں۔ اسی روپئے سے غلاموں کو
آزاد کرایا جاتا ہے، تم سمجھ گئے ہوگے کہ زکوٰۃ
کے کتنے فائدے ہیں، اگر سب مال دار
مسلمان زکوٰۃ دیں اور وہ اچھی طرح خرچ کی

جائے تو نہ کوئی مسلمان کنگال نظر آئے، نہ کوئی محتاج، نہ کوئی جاہل دکھائی دے اور نہ کوئی بے کار۔

۵۔ خانہ کعبہ کا حج :۔

اسلام سکھاتا ہے کہ وہ مسلمان جن کو اللہ میاں نے کافی دولت دی ہے۔ وہ کم سے کم ایک دفعہ اپنی عمر میں پیارے رسولؐ کے پیارے دیس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آئیں۔ خانہ کعبہ کی زیارت کر آئیں۔ نبیوں کے سردارؐ کے مزار کی زیارت کر آئیں۔

تم جانتے ہو گے کہ مسلمان دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں، پورب، پچھم، اُتر دکن سب طرف دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں مسلمان

نہ رہتے ہوں ، ان سارے ملکوں کے لوگ خانہ کعبہ کا حج کرنے آتے ہیں ، آپس میں ملتے ہیں ، اسلامی بھائی چارہ قائم کرتے ہیں ، اور اسلام کی اصلی شان دیکھتے ہیں ، جب تمام دنیا کے رہنے والے مسلمان جن میں گورے بھی ہوتے ہیں اور کالے بھی مکے کے باہر عرفات کے میدان میں احرام باندھے ۔ یعنی چادر کا تہمد باندھے اور ایک چادر سے بدن ڈھانکے سب کے سب خدا کے سامنے کھڑے ایک دُعا پڑھتے رہتے ہیں ، جس کا مطلب یہ ہے :۔

"اے میرے مولا ! میں حاضر ہوں !!
اے میرے مولا ! میں حاضر ہوں !!!
تیرا کوئی ساجھی نہیں ، میں حاضر ہوں!!!

ہر نعمت اور ہر ملک بس تیرے ہی لئے ہے۔ تیرا کوئی ساجھی نہیں ۔"

عرفات کے میدان میں جب مسلمان یہ دُعا پڑھتے ہیں تو سارے کا سارا میدان اس دُعا کی آواز سے گونج اٹھتا ہے۔

۲-اسلام کا پیام لانے والے رسول کہلاتے ہیں

اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے وہ چاہتا ہے کہ اُس کے بندے نیک اچھے ہوں اور میل ملاپ سے رہیں نہ دوسروں کو دُکھ پہنچائیں، نہ خود دُکھی ہوں۔ دنیا میں کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ دم بھر میں اچھی باتیں سمجھ جاتے ہیں اور انہیں کرنے بھی لگ جاتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں سمجھانے سمجھانے تھک جائیں مگر وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کے مارے نہیں

سمجھتے اور نہیں مانتے۔
اللہ نے لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے کے لئے کچھ اچھے آدمی بھیجے جو لوگوں کو یہ سکھاتے آئے کہ اللہ کو ایک مانو دوسری دنیا کا یقین رکھو۔ آپس میں میل جول رکھو۔ کسی کو دکھ نہ دو۔ انھیں باتوں کو اسلام کی باتیں کہا جاتا ہے اور انھیں باتوں کے بتانے والے رسولؐ کہلاتے ہیں۔

جب سے آدمی پیدا ہوئے ہیں۔ اُسی وقت سے دین اسلام بھی جاری ہے اور جب تک یہ دنیا رہے گی یہ دین بھی رہے گا۔ اسی دین کے سکھانے کے لئے رسول ہر زمانے ہر ملک اور ہر قوم میں آئے

ان کا سلسلہ حضرت آدمؑ سے لے کر ہمارے آقا حضرت محمدؐ تک رہا۔ شروع شروع میں اللہ نے چھوٹے چھوٹے ملکوں اور تھوڑے تھوڑے لوگوں کے لئے رسولؑ بھیجے اور پھر آہستہ آہستہ بڑے بڑے ملکوں اور بڑی بڑی قوموں کے پاس رسولؑ بھیجے اور آخر میں ساری دنیا کی ہدایت کے اور بھلائی کے لئے ہمارے ہادی محمدؐ کو بھیجا۔ اُنھوں نے آن کر اس دین کو پورا کر دیا۔

اس کی مثال یوں سمجھو کہ تم نے بڑی بڑی عمارتیں بنتی ہوئی دیکھی ہوں گی جو مدتوں میں جاکر پوری ہوتی ہیں۔ یہی حال اسلام کی عالیشان اور خوب صورت عمارت کا سمجھو۔ اسلام کی عمارت

کا بنیادی پتھر رکھنے والے حضرت آدمؑ تھے۔
حضرت آدم سے لے کر ہمارے رسولؐ تک
جتنے پیغمبر آئے وہ سب کے سب اُس
عمارت کے راج تھے اور یہ لوگ دنیا کے
لوگوں کی ضرورت کے مطابق اسلام کی عمارت
اللہ میاں کے حکم سے اونچی کرتے آئے یہاں
تک کہ آخری راج جو ان راجوں کے سرتاجؐ
تھے اُنھوں نے آن کر اسلام کی عمارت کو نہ
صرف پورا ہی کیا بلکہ اسے پختہ بھی کیا اور اسے
حد درجہ کا خوب صورت بھی بنا دیا۔ اب کیا
مجال کہ اسلام کی عمارت کو کچھ نقصان پہنچ سکے
اور اس میں ذرا بھی بد نمائی اور بد صورتی ہو۔
جوں جوں دنیا ترقی کرے گی لوگ اس کی

خوب صورتی کے شیدائی بنتے جائیں گے۔

ان رسولوںؑ کو اسلام کی عمارت کے تیار کرنے میں طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھانی پڑیں اُنھوں نے تکلیفوں کو سہا اور اُف تک نہ کی۔ دن رات اپنے کام میں لگے رہے ایسا بھی ہوا کہ شریر لوگوں نے لکڑی کی طرح ان کو آروں سے چیر ڈالا ایسا بھی ہوا کہ اُن کو آگ میں جھونک دیا مگر اللہ میاں نے سب کی حفاظت کی۔ اسلام کی عمارت برابر خوب صورت اور عالیشان ہوتی رہی۔

۳- آخری رسولؐ کے آنیکی خبریں

خدا کے جتنے رسولؑ آئے اُنھوں نے لوگوں کو اپنے اپنے وقتوں میں بتایا کہ اسلام کو پورا کرنے کے لئے ایک رسول آئے گا۔ جس کے بعد یہ دین پورا ہوجائے گا۔ پھر قیامت تک یہی دین رہے گا۔ اور اس دین کی آخری کتاب یعنی قرآن لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کرے گی۔

ہزاروں سال ہوئے کہ خدا کے ایک بڑے پیغمبر گذرے ہیں جن کا نام حضرت ابراہیمؑ تھا، اُنھوں نے مکہ میں اللہ کا گھر بنایا

اس کو بیت اللہ یا خانہ کعبہ کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل نے خدا کے گھر کی دیواریں بناتے وقت جو دُعا مانگی تھی اس میں اس طرح آخری رسولؐ کی آمد کی اللہ سے دعا مانگی تھی :-

" اے ہمارے رب! ہمارا یہ کام قبول کر بے شک تو دُعا سُنتا ہے اور نیتوں کو جانتا ہے۔ ہمیں اپنی اطاعت کرنے والا بنا۔ ہماری اولاد میں سے ایک گروہ پیدا کر جو بس تیرا ہی حکم مانے اور اُنھیں میں سے ایک رسول بھیج جو تیری آتیں پڑھ کر لوگوں کو سنائے اور ان کو کتاب (قرآن) اور عقل

(دین)، کی باتیں سکھائے اور ان کو
بُرائیوں سے پاک صاف کرے"
اللہ میاں نے حضرت ابراہیمؑ اور
حضرت اسمٰعیلؑ کی دعا قبول کی۔ آگے چل کر
انھیں کی اولاد میں سے رسولؐ پاک کو پیدا کیا
اُنھوں نے نہ صرف عرب کے مُلک کو کتاب
(قرآن) اور عقل (دین)، کی باتیں سکھائیں بلکہ تمام
دنیا کو کتاب اور حکمت کی باتیں بتائیں
حضرت عیسیٰؑ خدا کے بڑے رسول
گزرے ہیں۔ یہ رسولؐ پاک سے ۵۷۱ سال
پہلے پیدا ہوئے تھے اللہ میاں نے انھیں
حضرت موسیٰ کی قوم کی طرف ان کی اصلاح
کے لئے بھیجا تھا۔ تم جانتے ہو کہ حضرت موسیٰ

کی قوم یہود کہلاتی ہے - یہ قوم بڑی ضدّی اور اکھّڑ تھی۔ ان کے پاس بہت سے رسولؑ آئے انھوں نے ان کو دین کی باتیں بتائیں مگر اس قوم نے ہمیشہ خدا کے رسولوںؑ کو ستایا اور تکلیفیں پہنچائیں ۔ حضرت عیسیٰؑ نے انھیں دن رات دین کی طرف بلایا مگر انھوں نے ان کی باتوں کو نہ مانا۔

حضرت عیسیٰؑ نے یہودیوں کو اسلام کی تعلیم دی اور ان سے کہا لوگو! میں تمہیں ایک رسولؐ کے آنے کی خوش خبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا ۔ اس کا نام احمدؐ ہوگا تم اللہ سے ڈرو میری بات مانو اور اللہ کی عبادت کرو۔

ہوا بھی ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ کے ۵۷۱ برس بعد رسولؐ پاک دنیا میں آئے اور دنیا کے لوگوں سے کہا :۔

" اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسولؐ ہوکر آیا ہوں "

۴- آخری رسولؐ سے پہلے دُنیا کی حالت

۵۷۱ سال ہوئے حضرت عیسیٰؑ اس جہان سے تشریف لے جا چکے تھے، دُنیا میں پورب پچھم، اُتر، دکن سب طرف بُرائیاں ہی برائیاں پھیلی ہوئی تھیں، جہالت کی گھٹائیں ساری دنیا پر چھائی ہوئی تھیں۔

لوگ درندوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرتے تھے، لوگوں کی صورتیں تو انسانوں کی سی تھیں۔ مگر اُن کی عادتیں اور چال چلن جانوروں کے سے تھے۔

بھائی کو بھائی سے بَیر تھا۔ باپ بیٹے کا دشمن تھا اور بیٹا باپ کا۔

دُنیا میں کہیں تو بتوں، دریاؤں، درختوں، پہاڑوں، انسانوں اور جانوروں کی پوجا ہو رہی تھی، اور کہیں آگ سورج چاند اور ستاروں کو اللہ سمجھا جاتا تھا اور کہیں دیویوں اور دیوتاؤں سے مرادیں مانگی جاتی تھیں، جتنے رسولؑ اور پیغمبرؑ دنیا میں آئے تھے اُنھوں نے جو اچھی اچھی باتیں لوگوں کو بتائیں تھیں۔ دنیا والوں نے اُن سب کو ایک ایک کرکے بُھلا دیا تھا، یہاں تک کہ اللہ کو بھی وہ بھول گئے تھے۔ نہ کوئی دین ٹھیک رہا تھا، نہ کوئی اللہ کی کتاب

لوگوں نے دین کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کا بنا لیا تھا۔ اور اللہ کی کتابوں کو بدل ڈالا تھا۔ دُنیا بُرائیوں سے بھری ہوئی تھی۔

۵- دُنیا کو آخری رسولؐ کی ضرورت

اللہ نہیں چاہتا کہ اُس کے بندے گُمراہ ہوں، وہ چاہتا ہے کہ سچّے اور نیک بنیں۔ میل ملاپ سے رہیں، اسی غرض کے لئے اللہ کے رسولؐ اور پیغمبر آئے، وہ مختلف مُلکوں اور مختلف قوموں میں آئے، اُنھوں نے لوگوں کو دین کی باتیں سکھائیں۔

دن بدن دُنیا آگے بڑھ رہی تھی، پہلے ایک ملک کے لوگ بھی ایک دوسرے کو مشکل سے پہچانتے تھے، شروع شروع میں دُنیا بالکل بچے کی طرح تھی۔ جو بس

اپنے رشتہ داروں ہی کو جانتا ہے۔ اس کی
ضرورتیں بھی تھوڑی سی ہوتی ہیں، اس لئے
دُنیا کو چھوٹے چھوٹے رسولوں کی ضرورت تھی
جو چھوٹے چھوٹے ملکوں اور چھوٹی چھوٹی
قوموں کی اصلاح کریں۔ اور اُن کو آگے کے
لئے تیار کریں، ان کے بعد پھر اللہ میاں
نے بڑے بڑے رسولؐ بھیجے جنھوں نے
بہت سے لوگوں کو اچھائی کی باتیں بتائیں۔

جب دُنیا میں آخری رسولؐ پیدا ہوئے
تو زمانہ بدل چکا تھا، دُنیا کی قومیں ایک
دوسرے سے ملنے جلنے لگی تھیں۔ اب
چھوٹے چھوٹے پیغمبروںؑ کے کام ختم ہو چکے
تھے ۱۴۰۵ سال سے دنیا میں کوئی رسولؑ

یا پیغمبرؑ دُنیا کی بھلائی کے لئے نہیں آیا تھا، ساری دنیا کو ایک ایسے ہادی کی ضرورت تھی جو اُنھیں جہالت کے اندھیرے سے نکال کر علم اور عقل کی روشنی میں لے آئے، دنیا والوں کو ایک ایسے رہبر کی تلاش تھی جو ان کو سیدھی راہ پر لے چلے۔

اس کی مثال اس طرح سمجھو کہ جیسے رات کے اندھیرے میں ستاروں اور چاند کی روشنی ہوتی ہے۔ پھر سورج نکلتے ہی ساری دنیا روشن ہوجاتی ہے، اس کے بعد دنیا کو روشن کرنے کے لئے کسی چاند یا ستارے کی ضرورت نہیں رہتی، بس سورج ہی ساری دنیا کو روشن کردیتا ہے۔

اسی طرح پیغمبری کا حال سمجھو شروع شروع میں چھوٹے چھوٹے رسولؑ آئے وہ ستاروں کی طرح تھے، پھر اُن سے بڑے رسولؑ آئے وہ چاند کی طرح تھے، اس کے بعد اللہ نے اپنی رحمت سے دُنیا کی ہدایت کی۔ پیغمبری کا سورج نکالا۔ جس کی کرنوں نے دُنیا کے کونے کونے کو روشن کر دیا۔ جس طرح سورج کی روشنی سے دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز چمک اُٹھتی ہے۔ اسی طرح آخری رسولؐ کے آنے سے دنیا کے سب رہنے والوں نے اس کی بتائی ہوئی اچھی باتوں سے فیض پایا اور پا رہے ہیں۔

۶۔ محمدؐ رسول اللہ

رسولِ خدا حضرت محمدؐ عرب کے مشہور شہر مکّے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت عبداللہؓ مکّے کے ایک مشہور معزز خاندان قریش میں سے تھے، رسولؐ پاک پورے چھ سال کے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ والد اور والدہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا، دادا نے آپ کی پرورش کی۔ دو سال کے بعد دادا کا بھی انتقال ہوگیا۔ اب چچا ابو طالب کی حفاظت میں آئے۔ رسولِ پاک بچپن ہی سے ایسے اچھے

اور نیک تھے کہ جو شخص آپ سے ملتا تھا محبت کرنے لگتا تھا، آپ کی دیانتداری ایمان داری، سچائی اور اچھی عادتیں مکّے بھر میں مشہور تھیں

پچیس ۲۵ برس کی عمر میں آپ نے ایک معزز خاتون بی بی خدیجہؓ کے روپئے سے تجارت کرنا شروع کی۔ رسولؐ پاک کی کوشش اور تدبیر سے حضرت خدیجہؓ کو تجارت میں بڑا فائدہ ہوا۔ بی بی خدیجہؓ نے رسولؐ پاک کی سچّائی، ایمانداری اور دیانت داری کی وجہ سے آپ سے شادی کرنے کی درخواست کی۔ ان کی عمر اس وقت چالیس سال کی تھی اور وہ بیوہ تھیں۔ رسولؐ پاک نے ان سے

شادی کرلی

شادی کے بعد آپؐ دُنیا داری کے کاموں میں مشغول ہو گئے۔ بچپن ہی سے رسول پاک بُرے کاموں سے بچتے تھے غریبوں، یتیموں، بیواؤں، مسافروں اور محتاجوں کی مدد کرتے تجارت سے جو کچھ کماتے وہ انھیں پر خرچ کرتے

۷۔ اللہ کی تلاش

اب رسولؐ پاک کی طبیعت میں دن
پر دن اللہ کی تلاش کا شوق بڑھنے لگا
رات دن اللہ کی عبادت کرتے اور عربوں
کی بہتری کی دعائیں مانگتے، آپ کرتے یہ
تھے کہ دو، دو تین، تین دن کا کھانا لے کر
مکّے کے باہر غارِ حرا میں چلے جاتے۔ وہاں
اللہ کی عبادت کرتے، زمین، آسمان اور
اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کو غور سے دیکھتے
اور پھر لوگوں کی بھلائی کی ترکیبیں سوچتے
جوں جوں آپؐ سوچتے اللہ سے زیادہ
قریب ہوتے جاتے۔ چنانچہ ایک دن

جب آپ کی عمر چالیس سال اور ایک دن کی ہوئی تو اللہ کا فرشتہ حضرت جبرئیل آپ کے پاس غارِ حرا میں آئے اور اللہ کی طرف سے یہ خوش خبری سُنائی کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ لوگوں کی اصلاح کرنا آپ کا کام ہے۔

۸- پیغمبری ملنا

اللہ کے فرشتے نے اس خوشخبری
کے ساتھ ساتھ قرآن کا یہ ٹکڑا بھی پڑھ کر
سنایا :-

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ
عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝

فرشتے نے رسول پاکؐ سے کہا کہ "پڑھیے"
آپ نے فرمایا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر
فرشتے نے آپ کو سینہ سے لگایا،
آپ کو فرشتے نے قرآن کی اوپر والی
آیتیں پڑھائیں۔ پیغمبری کے ساتھ ساتھ اللہ

میاں نے آپ پر اپنے فضل اور مہربانی سے علم کے دروازے بھی کھول دیئے، آپ اَن پڑھ تھے مگر اللہ نے آپ کو دنیا بھر سے زیادہ علم دے دیا۔

اس کے بعد رسول پاکؐ اپنے گھر چلے آئے اور لیٹ گئے۔ اپنی بیوی حضرت خدیجہؓ سے فرمایا مجھے چادر اُڑھا دو۔ جب ذرا طبیعت ٹھیک ہوئی۔ آپؐ نے بی بی خدیجہؓ کو یہ واقعہ سُنایا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "مجھے اپنی جان کا ڈر ہے"

بی بی خدیجہؓ نے رسول پاک سے کہا کہ "آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ آپؐ اچھے رشتہ داروں پر مہربان ہیں، آپؐ سچے اور

ایماندار ہیں، یتیموں، بیواؤں، بیکسوں اور محتاجوں کی مدد فرماتے ہیں، مصیبت کے ماروں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ آپؐ ذرا بھی نہ گھبرائیں، اللہ آپؐ کی اچھائیوں اور نیکیوں کو بے کار نہ جانے دے گا۔"

بی بی خدیجہؓ پھر رسولؐ پاک کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل بڑے عالم تھے یہودیوں اور عیسائیوں کے دین سے اچھی طرح واقف تھے، کیوں کہ وہ خود عیسائی تھے۔ اُنھوں نے سارا ماجرا سنا تو کہا "یہ نشانیاں بتا رہی ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، آپ سارے رسولوں کے سردار

ہوں گے۔ آپؐ کے بعد کوئی رسولؐ نہیں آئے گا۔ یہ نشانیاں توریت اور انجیل میں موجود ہیں۔

ایک وقت آئے گا جب آپ کی قوم آپ کو مکّے سے نکال باہر کرے گی۔" رسولؐ پاک نے پوچھا " کیا مجھے میری قوم نکال دیگی؟" ورقہ بن نوفل نے کہا "جی ہاں، اس لئے کہ دُنیا میں جب کسی رسولؐ نے لوگوں کو نیک بننے کے لئے کہا بس اس کی قوم اس کی دشمن بن گئی اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور آپ کی مدد کروں گا۔"

۹- اپنی اِصلاح

تم نے دیکھا ہوگا کہ تمہارے اکثر اُستاد جو تم کو پڑھاتے ہیں۔ وہ سال دو سال اس بات کے سیکھنے میں صرف کرتے ہیں کہ پڑھانا کس طرح چاہئے۔ بچّوں کے لئے کس طرح اچّھا نمونہ بنیں تاکہ وہ اپنے اُستاد کے اچّھے نمونے کو دیکھ کر اچّھے اور نیک بنیں۔ اُستاد کی اچھائیوں کو دیکھ کر آپ ہی آپ ان اچّھائیوں کو قبول کرلیں۔

اسی طرح اللہ کے جتنے رسولؑ یا پیغمبر آئے ان کو کسی آدمی نے تعلیم نہیں دی۔

مگر اللہ اپنی مہربانی سے انھیں وہ باتیں سکھاتی ہوتی ہیں اور ان کو اچھی باتوں کا ایک بہترین نمونہ بنادیتا ہے۔ تاکہ ان کے اچھے نمونوں کو دیکھ کر لوگ خود بخود اُن کے پیرو بن جائیں۔

اسی دستور کے مطابق اللہ میاں نے اپنے آخری رسول کو جو سارے رسولوں کے سردار تھے۔ نبیؐ ہونے کے بعد جو پیغام بھیجا وہ اپنی اصلاح کے متعلق تھا یہ اس لئے کہ آپؐ اچھا نمونہ بن کر دنیا کے سامنے پیش ہوں اور دنیا کے لوگ آپ کو دیکھیں اور پھر آپؐ کی پیروی کریں۔

دوسری مرتبہ اللہ کی طرف سے جو

پیغام آیا اس کا اُردو زبان میں مطلب یہ ہے :۔ "اے کملی اوڑھنے والے! اُٹھ اور لوگوں کو بُری باتوں سے ڈرا اور اپنے مالک اور پالنے والے کی بڑائی بیان کر۔ کپڑے پاک صاف رکھ۔ ناپاک چیزوں کو چھوڑ دے لوگوں پر بغیر کسی بدلے کے احسان کر۔"

اس پیغام سے پانچ باتیں معلوم ہوتی ہیں جن کو ایک ایک کرکے نیچے لکھتے ہیں:

۱۔ لوگوں کی اصلاح۔

۲۔ اللہ کی بڑائی کا اقرار۔

۳۔ صفائی اور پاکیزگی کا حکم۔

۴۔ بُری باتوں سے دور رہنا۔

۵۔ لوگوں سے بھلائی کرنا۔ مگر اُن سے

بدلے کی امید نہ رکھنا۔

انھیں باتوں کو رسولؐ پاک نے اپنے سامنے رکھا۔ آپؐ کی زندگی ایسا اچھا نمونہ بنی کہ آج تک دنیا میں کسی آدمی کی ایسی اچھی زندگی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ یہ ہمارا ایمان ہی یہ بات نہیں کہ ہم پیار اور عزت کی وجہ سے آپؐ کو ایسا سمجھتے ہیں، بلکہ وہ لوگ جو مسلمان نہیں ہیں وہ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ رسول پاک کی زندگی لوگوں کے لئے بہترین نمونہ ہے، قرآن پاک میں رسول اللہ کو مسلمانوں کے لئے بہترین نمونہ کہا گیا ہے۔

۱۰- گھر والوں کی اصلاح

آپ نے جب اپنی اصلاح کرلی تو اس کے بعد اپنے گھر والوں کی اصلاح کی تیسری مرتبہ جو اللہ کا پیغام آیا اس میں یہ حکم تھا "اپنے خاندان کے لوگوں کو ڈرا" ہوتا بھی یہی ہے کہ اللہ کے رسول سب سے پہلے اپنی اصلاح کرتے ہیں پھر اپنے گھر والوں کی اصلاح کرتے ہیں۔ کیونکہ سب سے پہلا حق ان ہی کا ہوتا ہے اس لئے تیسری دفعہ اللہ کا پیغام رسولؐ پاک کے پاس یہ آیا:-

"وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ"

(اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔)

چنانچہ رسولؐ پاک نے ایک دن اپنے رشتہ داروں کی دعوت کی۔ کھانا کھانے کے بعد آپؐ نے فرمایا" اے حاضرین! میں تمہارے لئے ایک بہترین چیز لایا ہوں۔ عرب بھر میں کوئی شخص اپنی قوم کے لئے ایسی اچھی چیز نہ لایا ہوگا۔ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کو اس کی طرف بلاؤں بتاؤ تم میں سے کون کون میرا ساتھ دے گا میں جھوٹ نہیں بولتا" اور آپ نے اس کہاوت کو جو عرب میں اکثر بولی جاتی ہے جس کا اُردو میں یہ مطلب ہے" جو شخص قوم کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا اور اُن

کی بہتری کے سامان کرنے والا ہوتا ہے وہ
اپنے کنبے والوں سے جھوٹ نہیں بولتا"
پیش کی۔ پھر آپ نے فرمایا "اللہ کی قسم
میں تمہارے لئے اور سارے جہان کے
لئے اللہ کی طرف سے پیغمبر بن کر آیا ہوں۔
میں نے پیغمبری ملنے سے پہلے عمر کا بہت
بڑا حصہ تمہارے ساتھ گذارا ہے کیا پھر
بھی تم نہیں سمجھتے؟"

جب رسولؐ پاک نے اپنے رشتہ داروں
سے یہ باتیں کیں تو سب کے سب چپ
ہوگئے حضرت علیؓ جو اس وقت چھوٹے
بچے تھے اُٹھے اور فرمایا "یا رسول اللہ!
میں حاضر ہوں آپؐ کی مدد کروں گا" لوگوں

نے حضرت علیؓ کی ہنسی اُڑائی اور چل دیئے، مگر انھیں کیا معلوم تھا کہ یہ بچّہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ سے ایک دن حرف بہ حرف پورا کر کے دکھائے گا - آگے چل کر تم بڑی بڑی کتابوں میں پڑھو گے کہ حضرت علیؓ نے اپنے وعدہ کو کس طرح پورا کیا۔

۱۱۔ مکّے والوں کی اصلاح

"ہم نے تیری طرف قرآن وحی کے ذریعے اُتارا تاکہ تو مکّے اور اس کے آس پاس کے بسنے والوں کو ڈرائے" جب یہ حکم اُترا تو رسولؐ پاک صفا پر (جو مکّے میں ایک پہاڑ ہے) چڑھ گئے، اور مکّے کے سرداروں کو ایک ایک کا نام لے لے کر بُلانا شروع کیا جب سب لوگ آگئے تو رسولؐ پاک نے فرمایا "بتاؤ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا؟" سب لوگوں نے مل کر کہا "ہم نے آج تک کوئی بات آپؐ کے منہ سے جھوٹی نہیں سنی۔ کیونکہ آپؐ سچے اور امانت دار ہیں" آپؐ نے فرمایا

"اگر تم مجھے ایسا سمجھتے ہو تو ذرا دھیان دیکر سنو، یہ سب کچھ تم کو سمجھانے کے لئے کہا گیا تھا۔ موت تمہارے سروں پر کھڑی ہے اور تم سب کو خدا کے سامنے جانا ہے، خدا کو پہچانو جو ایک ہے، اسی ایک خدا کو پوجو۔ لوگوں کے بنائے ہوئے خداؤں کی پوجا چھوڑ دو انصاف کرو۔ بس ایک ہی کا بندہ بننا اچھّا ہے یا ہزاروں خداؤں کا؟"

رسولؐ اللہ کی یہ آواز بجلی کی کڑک کی طرح تھی جس سے سوتے ہوئے لوگ جاگ اُٹھے۔ مکّے کے پجاری بگڑ بیٹھے۔ رسولؐ پاک کے رشتہ دار خفا ہو گئے۔ یہیں سے ابولہب اور ابوجہل نے رسولؐ پاک

کی مخالفت کی ٹھان لی۔ اسی موقع پر ابولہب نے یہ کہا "تیرا بُرا ہو۔ کیا تو نے ہمیں اس لئے بُلایا تھا؟"

آگے چل کر دنیا نے اچھی طرح دیکھ لیا۔ کہ بُرا کس کا ہوا اور اچّھا کس کا؟ رسولؐ پاک کی مخالفت ہوئی۔ اپنے پرائے بنے، دوست دشمن بنے مگر رسولؐ پاک نے خدا کے اس حکم پر عمل کیا وَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (اے رسول بڑے بڑے رسولوں کی طرح صبر کر) تم آگے چل کر پڑھو گے کہ رسولؐ پاک کو کتنی بڑی کامیابی ہوئی۔

۱۲۔ پہلے کون کون مسلمان ہوئے؟

یہ تو تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ رسولؐ پاک نے اصلاح کا کام کیسے شروع کیا، پہلے اپنی اصلاح کی پھر اپنے گھرانے کے سامنے اسلام کی تعلیم رکھی۔ ان کو سمجھایا۔ جنھوں نے آپؐ کی باتوں کو مانا وہ سب سے پہلے مسلمان کہلائے۔ یہ خدا کے بڑے پیارے بندے ہیں۔ خدا نے قرآن میں اُن کی تعریف کی ہے۔

اس کو اچھی طرح سمجھ لو کہ کسی آدمی کی بُرائی بھلائی وہ لوگ ہی اچھی طرح جانتے ہیں جو رات دن ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں، طبیعت

کی تیزی، ہنسی خوشی، رنج و غم کے اُتار چڑھاو سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں

اب تم سوچو. جب پہلے پہل رسولؐ پاک نے اسلام سکھانا شروع کیا تو سب سے پہلے آپ کی بیوی حضرت خدیجہؓ آپ پر ایمان لائیں۔ جو آپ کی ذات، طبیعت اور مزاج سے اچھی طرح واقف تھیں۔

حضرت خدیجہؓ کے بعد حضرت ابوبکرؓ ایمان لائے۔ حضرت ابوبکرؓ مکّے میں اپنے وقت کے بڑے شریف تاجروں میں سے تھے۔ بڑے اچھّے اور نیک انسان تھے۔ مکّے بھر میں اپنی خوبیوں کی وجہ سے مشہور تھے۔ رسولؐ پاک بھی تجارت کرتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ

بھی۔ ایک دوسرے کو ہم پیشہ ہونے کی وجہ
سے اچھی طرح جانتے تھے۔ اس کے علاوہ
دوستی کی وجہ سے اچھی طرح واقف تھے اس
لئے آپؐ نے اسلام کی حقیقت حضرت ابوبکرؓ
کے سامنے پیش کی تو وہ جھٹ اللہ اور اس
کے رسولؐ پر ایمان لے آئے اور اپنی جان
اور مال کو اسلام پر قربان کیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت علیؓ رسول
پاک پر ایمان لائے۔ حضرت علیؓ وہی ہیں جن
بارے میں تم پڑھ آئے ہو کہ جب حضرت علیؓ
بچے تھے تو رسولؐ پاک نے اپنے رشتہ داروں
کی دعوت کی تھی اور کھانے پینے کے بعد ان
کے سامنے اسلام کی باتیں

رکھی تھیں اور ان سے پوچھا تھا کہ "اس دین کے کام میں میری مدد کون کرے گا؟" تو سارا مجمع چپ ہوگیا تھا۔ ایک بچہ اٹھا تھا اور اس نے کہا تھا " میں مدد کروں گا۔" چنانچہ وہی بہادر بچہ بچوں میں سب سے پہلے رسولؐ پاک پر ایمان لایا۔

حضرت علیؓ کے بعد ایک نوجوان مسلمان ہوا۔ اس نوجوان کا نام زیدؓ بن حارثہ تھا۔ ان کو بچپن میں لوگ کہیں سے پکڑ لائے تھے۔ اس زمانے کے دستور کے مطابق لوگوں نے انھیں بیچ ڈالا۔ ہوتے ہوتے بی بی خدیجہؓ نے انھیں خرید لیا تھا۔ پھر بی بی خدیجہؓ نے رسولؐ پاک کی خدمت میں پیش کیا۔ ان پر

رسولؐ پاک کو بہت رحم آیا۔ آپؐ نے ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔

ایک دفعہ اُن کا باپ آیا کہ روپیہ دے کر اپنے بیٹے کو واپس لے لے۔ رسولؐ پاک نے زیدؓ بن حارثہ کو اجازت دے دی بلکہ بہت کچھ سمجھایا کہ اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔ مگر زیدؓ نے آپؐ ہی کے پاس رہنا پسند کیا اِسے کہتے ہیں محبّت، رسول پاک کی محبّت اور شفقت ماں باپ سے بھی بڑھ کر تھی۔ جب ہی تو زیدؓ بن حارثہ نے آپ کا ساتھ چھوڑا۔

اسی نوجوان نے آگے چل کر اسلام کے بہت بڑے بڑے کام انجام دیے جنھیں تم بڑے ہو کر بڑی کتابوں میں تفصیل

سے پڑھو گے۔

غرض پہلے پہل یہ چار مسلمان ہوئے جن کو رسولؐ پاک سے گہرا تعلق تھا۔ یہ لوگ جانتے تھے کہ رسولؐ پاک سچے ہیں، وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جو شخص انسانوں پر جھوٹ نہ بولتا ہو۔ وہ خدا کی طرف سے کیسے جھوٹی باتیں کہے گا ان چاروں مسلمانوں کے دل صاف تھے۔ اسلام کی نورانی کرنیں ان پر پڑیں جن سے ان کے دل روشن ہو گئے۔ پھر ان کے نمونوں اور کوششوں سے یہ لوگ مسلمان ہوئے۔

حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبد الرحمٰنؓ، حضرت سعدؓ، حضرت طلحہؓ

حضرت بلالؓ حضرت یاسرؓ اور ان کی بیوی حضرت سمیہؓ ان کا بیٹا عمارؓ، عبداللہؓ ابن مسعود، خبابؓ اور ارقم خدا ان سب سے خوش ہو اور ان پر رحمت کی بارش ہو۔ آمین۔

۱۴- اسلام کا پہلا مدرسہ

چار سال تک اسلامی تعلیم کا مدرسہ حضرت ارقمؓ کا گھر تھا۔ حضرت ارقمؓ کا گھر مکے میں ایک طرف کوہِ صفا پہاڑ کے پاس تھا، مکے کے جو لوگ اسلام کی باتیں سیکھتے تھے، رسولؐ پاک انھیں یہاں بلاتے تھے۔ نماز پڑھنا بھی اسی گھر میں سکھاتے اسی گھر میں آپ جماعت کے ساتھ نماز پڑھاتے تھے۔

حضرت ارقمؓ کے گھر کو رسولؐ پاک نے اس لئے پسند فرمایا تھا کہ یہ جگہ تمام شور و غل سے الگ تھلگ تھی۔ ایسی تنہائی کی جگہ

رہ کر آپؐ ایک ایسی جماعت تیار کرنا چاہتے
تھے جو خود ایک اچھا نمونہ بن کر اسلام
کو پھیلائے۔ چنانچہ چار سال میں اس
مدرسہ میں اسلام کے چالیس شیدائی پیدا
ہوئے جنہوں نے مکے کی گلی کوچوں میں
اسلام پھیلایا۔

۱۴- مکّے والوں کو اسلام کی طرف بُلانا

جب اسلام کی یہ جماعت تیار ہوئی اور یہ حکم خدا کی طرف سے اُترا کہ "ہم نے قرآن بھیجا تاکہ تو مکّے اور اس کے آس پاس کے رہنے والوں کو ڈرائے" تو آپؐ نے مکّے والوں کو اسلام کی باتیں بتانی شروع کیں مکّے والے شروع شروع میں آپ کی صرف ہنسی اور مذاق ہی اُڑاتے رہے کبھی آپ کو جادوگر کہتے. کبھی شاعر کہتے اور کبھی دیوانہ - اُن کا خیال تھا کہ بس تھوڑے دنوں میں محمد کی ساری باتیں

ختم ہو جائیں گی۔ مگر قدرت مکّے والوں کے اس خیال پر ہنس رہی تھی۔ اللہ میاں کو جو کچھ کرنا تھا وہ اپنے رسولؐ پاک کی کوششوں سے کر دکھایا۔ اُسے تم آگے چل کر پڑھو گے۔

تم سمجھتے ہو گے کہ مکّے والوں کے مذاق نے اسلام کی ترقی کو روک دیا ہوگا؟ نہیں رسول پاک مکّے والوں کی باتوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے تھے۔ آپؐ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہے مکّے کی ہر مجلس، ہر گلی کوچے میں آپؐ توحید کی خوبیاں بتاتے، پتھروں، بتوں اور درختوں کی پوجا سے روکتے لوگوں کو صاف ستھرا

رہنے کی تاکید کرتے، بُری باتوں کے کرنے سے روکتے اور فرماتے "اللہ کی ذات سارے عیبوں سے پاک ہے۔ یہ زمین اور آسمان، چاند، سورج اور ستارے سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ساری دنیا اللہ میاں کی محتاج ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ دعاؤں کو وہی سُنتا ہے، بیماروں کو وہی اچھّا کرتا ہے۔ اُس کی مرضی کے خلاف ایک تنکا تک نہیں ہل سکتا۔

۱۵۔ میلوں اور منڈیوں میں اسلام کی تبلیغ

عرب میں بڑے بڑے میلے اور منڈیاں لگتی تھیں۔ خود حج بھی اس زمانے میں عرب کے ایک بہت بڑے میلے کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ سال میں ایک مرتبہ ہوتا تھا۔ جس میں لوگ چاروں طرف سے آتے اس کے علاوہ اور بہت سے میلے اور منڈیاں لگتی تھیں اور ان میں تجارت کے علاوہ بڑے بڑے شاعر اپنے اشعار سناتے اور تقریریں کرنے والے تقریریں کرتے۔

رسولؐ پاک ان میلوں میں تشریف

لے جاتے۔ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے نیکی کی باتیں بتاتے اور خاص طور پر یہ چھ باتیں سمجھاتے۔

۱۔ جو بُرے لوگ تھے ان کو بُرائیوں کے بُرے نتیجوں سے واقف کرتے اور فرماتے "سب لوگوں کو ایک دن اللہ کے سامنے اچھائیوں اور بُرائیوں کا حساب دینا ہوگا۔ اس لئے اچھے کام کرو اور بُرے کاموں سے بچو۔"

۲۔ اللہ ساری دنیا کا مالک اور پالنے والا ہے۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ بڑائی اور عظمت والا ہے دنیا کی جتنی خوبیاں اور بڑائیاں ہیں سب

اسی کے لئے ہیں۔

۳۔ لوگوں کو اچھے خیالوں اور اچھی عادتوں کی "تاکید کرتے تھے۔

۴۔ جسم اور کپڑوں کے پاک صاف رکھنے کی ہدایت کرتے تھے۔ بُری باتوں سے روکتے تھے۔

۵۔ لوگوں سے فرماتے " میں تم سے اچھی باتیں بتانے کا کوئی بدلہ نہیں مانگتا اور نہ تم پر اس کا احسان جتاتا ہوں اور نہ تم سے کسی فائدے کی امید رکھتا ہوں میرا کام تو بس بلا عوض اللہ کا حکم پہنچانا ہے۔

۶۔ یاد رکھو اسلام کی تعلیم دینے

میں مجھے جتنی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی، اُن سب کو خوشی سے برداشت کروں گا۔ مگر اس کام کو پورا کر کے چھوڑوں گا خواہ میری جان ہی کیوں نہ جائے۔"

۱۶- مکّے والوں کی مخالفت

دنیا کے لوگوں کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ جب کوئی رسول یا پیغمبرؑ ان کے پاس آیا تو کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا اور اکثر نے انکار کیا۔ انکار کرنے والے وہ ہوتے ہیں جن کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ اگر ہم نے اس نبی کی بات کو مانا تو بس پھر ہم کو کوئی نہیں مانے گا۔ ہماری بڑائی چھن جائے گی۔

یہی حال مکّے والوں کا تھا، خانہ کعبہ اس وقت تین سو ساٹھ بتوں کا مندر بنا ہوا تھا، ان بتوں کے پُجاری قریش تھے۔ جب

رسولؐ پاک نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ محمد سچے ہیں۔ مگر انھیں اس بات کا ڈر تھا کہ محمد کو ماننے سے ہماری حالت ایسی نہ رہے گی جیسی کہ اب ہے۔ یعنی عرب کے رہنے والے ہماری عزّت نہ کریں گے اور بتوں کے چڑھاوے اور نذرانے نہیں ملیں گے۔

اس لئے مکّے کے پجاریوں نے ٹھان لیا کہ اسلام کو دنیا سے جلد مٹا دیا جائے۔ اس مطلب کے لئے اُنھوں نے طرح طرح کے جتن کئے۔ مکّے کے پجاریوں کو اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ اسلام کی باتیں

مکّے سے باہر بھی پھیلنے لگی ہیں۔ چنانچہ ان کو روکنے کے لئے ایک جتھا بنالیا۔ مقصد یہ تھا کہ باہر کے لوگ رسولؐ پاک سے اسلام کی باتیں نہ سُن سکیں۔

پجاریوں کا ایک دن جلسہ ہوا۔ ایک پجاری نے کہا کہ محمدؐ کو دیوانہ کہو۔ دوسرا بولا بھئی محمد کو دیوانہ کون کہہ سکتا ہے؟ تیسرا پُجاری اُٹھا اور کہنے لگا چلو لوگوں سے کہیں یہ جادوگر ہے ایک بڈھا خرانٹ بولا سوچ سمجھ کر باتیں کرو۔ جادوگر تم نے دیکھے نہیں، اُن کی شکلیں بہت گندی ہوتی ہیں محمدؐ کی شکل کیسی نورانی ہے۔ ان کی صورت سے نور برستا ہے۔ چہرہ ہے کہ چودھویں

کا چاند۔ لوگ ہمیں بے وقوف سمجھیں گے۔
اب سارے پجاری چلا اُٹھے، تو چچا آپ
ہی بتائیے۔ باہر کے لوگوں کو کیا بتاکر محمدؐ
کی باتیں سُننے سے روکیں؟ بڈھا بولا:
"بھئی بس یہ کہو کہ محمدؐ کی باتیں ایسی ہیں کہ
اس کی باتیں سُننے سے قریبی رشتہ دار، باپ
بیٹے، شوہر اور بیوی میں جُدائی ہوجاتی ہے۔
اس لئے تم اس شخص کی باتیں نہ سُنو،
بلکہ اس کے علاوہ محمدؐ کی ہنسی اُڑاؤ اور ان
کے ماننے والوں کو خوب پریشان کرو اور
تکلیفیں پہنچاؤ۔ یہاں تک کہ لوگ اسلام
سے پھر جائیں اور اس سے نفرت کرنے لگیں۔"

۱۷۔ مسلمانوں کو تکلیفیں

بڈّھے پجاری کی اس تجویز پر عمل شروع ہوگیا۔ غریب مسلمانوں کو خوب ستایا جانے لگا۔ چنانچہ مکّے کے پجاریوں نے بچارے نہتّے مسلمانوں کو بری طرح ستانا شروع کیا۔ ان سب تکلیفوں کو اگر یہاں لکھا جائے تو یہ کتاب بہت بڑی ہوجائے گی، اس لئے بس نمونے کے دو تین واقعے تمھیں سناتے ہیں:۔

حضرت بلالؓ اسلام کے بڑے شیدائی تھے۔ یہ مکّے کے ایک پجاری کے غلام تھے۔ ان کا مالک انھیں طرح طرح

کی تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ بھوکا رکھتا تھا۔ گردن میں رسّی ڈال کر بازاری لڑکوں کے ہاتھ میں دے دیتا تھا، وہ حضرت بلالؓ کو پہاڑوں میں گھسیٹے پھرتے تھے، دوپہر کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کی چھاتی پر گرم پتھروں کی سلیں رکھ دیتے تھے۔ حضرت بلالؓ ان تکلیفوں کو سہتے اور برابر اَحَد اَحَد، ایک ہے۔ اللہ ایک ہے۔ کہتے رہتے۔

مکّے میں ایک اور مسلمان تھے جن کا نام حضرت یاسرؓ تھا۔ حضرت یاسرؓ کا پورا گھرانا مسلمان ہوگیا تھا، مکّے کے کٹّر پجاری ابوجہل نے اس مسلمان گھرانے کو بُری طرح ستایا۔ یہاں تک کہ حضرت یاسرؓ کی بیوی

حضرت سمیہؓ کو ابوجہل نے نیزے سے شہید کیا۔ یہ پہلی مسلمان بی بی تھیں جو خدا کی راہ میں شہید ہوئیں۔ رسولؐ پاک جب اس خاندان کی تکلیفیں دیکھتے تو فرماتے "اے یاسرؓ کے خاندان والو! صبر کرو۔ تمہاری جگہ جنّت میں ہے"

ایک مسلمان تھے، ان کا نام خبّابؓ تھا، کافر انھیں بُری طرح ستاتے۔ حضرت خبّابؓ کے بال پکڑ کر پتھریلی زمین پر گھسیٹتے اور ان کی گردن مروڑتے۔ پتھر کے گرم ٹکڑوں سے اُن کے جسم کو داغتے حضرت خبّابؓ ہنستے ہوئے ان تکلیفوں کو سہتے تھے اور اُف تک نہ کرتے تھے۔ ایسے

کہتے ہیں ایمان، یہ تھے سچے مسلمان۔

حضرت افلحؓ ایک بڑے سچے مسلمان تھے۔ مکّے کے پجاری ان کے پاؤں میں رسّی باندھ کر انھیں پتھریلی زمین پر گھسیٹتے، ان کا بدن لہو لہان ہوجاتا مگر اس پر بھی اُنھوں نے اسلام کے دامن کو نہ چھوڑا۔

ایک نوجوان مسلمان تھے۔ جن کا نام مصعبؓ بن عُمیر تھا۔ جب ان کی ماں کو معلوم ہوا کہ ان کا بیٹا مسلمان ہوگیا ہے تو انھیں گھر سے نکال دیا۔ یہ امیر گھرانے کے لاڈلے بیٹے تھے۔ پہلے جب ان کی سواری نکلتی تھی تو ان کے آگے پیچھے غلام

چلا کرتے تھے۔ مگر اسلام کے پھیلانے میں انھوں نے اتنی سادگی اختیار کی کہ ان کے کندھوں پر ایک چھوٹا سا کمبل ہوتا تھا جو ببول کے کانٹوں سے ٹیلا ہوتا تھا۔ یہ تھا سچا ایمان۔ اسلام کی محبت میں انھوں نے سب کچھ بھلا دیا۔ اور اپنی قوم کو اسلام سکھانا سب سے زیادہ ضروری سمجھا۔

حضرت عثمانؓ مکے کے امیر گھرانے کے نوجوان تھے۔ یہ مسلمان ہوئے اور اُن کے چچا کو معلوم ہوا تو اس کے غصّہ کی انتہا نہ رہی وہ انھیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور نیچے سے دھواں دیتا مگر حضرت عثمانؓ کے دل میں اسلام گھر کر چکا

تھا وہ بھلا اس تکلیف سے کہیں اسلام چھوڑنے والے تھے۔

مسلمانوں کو یہ تکلیفیں کیوں دی جاتی تھیں؟ صرف اس لئے کہ یہ لوگ ایک اللہ کے ماننے والے تھے۔ رسولؐ پاک سے محبت رکھتے تھے۔ اللہ کو ایک مانتے تھے، کسی کو اس کا ساجھی نہ سمجھتے تھے۔ بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے۔ جس چیز کو اُنھوں نے سوچ سمجھ کر مان لیا تھا اس کو کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے تھے، خواہ ان کی بوٹی بوٹی الگ کردی جاتی مگر یہ اسلام سے پھرنے والے نہ تھے۔ اس لئے کہ اسلام کے نور نے اُن کے دلوں کو ایسا روشن کردیا تھا کہ اُن

کے دلوں میں کفر کا اندھیرا آ ہی نہیں سکتا تھا۔

تم نے دیکھا نہیں جب سورج نکلتا ہے اس کی کرنیں دنیا کو روشن کرتی ہیں تو دنیا کا ذرہ ذرہ روشن ہو کر جگمگا اٹھتا ہے سورج کی روشن کرنوں سے تم خواہ کتنا ہی بھاگو وہ تم کو ضرور روشنی پہنچائیں گی ہاں اگر کسی تہہ خانے میں چھپ جاؤ تو اور بات ہے۔

بس یہی حال اسلام کی روشنی کا سمجھ لو اسلام کا سورج جب مکّے کی زمین پر چمکا تو وہ لوگ جو اس کی نورانی کرنوں

سے روشن ہونا چاہتے تھے وہ روشن
ہو گئے اور مسلمان کہلائے اور وہ لوگ
جو کفر اور ہٹ دھرمی کے تہہ خانوں
میں جا چھپے۔ وہ کافر رہے۔

۱۸- پہلی ہجرت

مکے کے بتوں کے پجاریوں کی مخالفت اور سختی دن پر دن بڑھ رہی تھی۔ مسلمان اسلام کی خاطر مخالفت اور تکلیف کو ہمت اور بہادری سے سہہ رہے تھے۔ کسی سے کوئی شکایت نہ کرتے تھے۔ مگر اسلام کے پیارے رسولؐ کو یہ کب پسند ہو سکتا تھا کہ اسلام کے ماننے والے اس طرح ستائے جائیں۔ رسولؐ پاک بڑے رحم اور کرم والے تھے۔ اپنے پرائے کی تکلیف اُن سے دیکھی نہ جاتی تھی۔

چنانچہ آپؐ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا

کہ تم لوگ اسلام کی نعمت لے کر کسی پاس کے ملک میں جاکر پناہ لو۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ حبشیوںؓ کا ملک ہمارے پڑوس میں ہے۔ وہاں کا حاکم رحم دل ہے جو مسلمان وہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں۔
رسول پاکؐ کی اس اجازت کے بعد ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں کل ۱۰۱ مسلمان خدا

لہ حبشیوں کے ملک کا نام حبشہ ہے تم بڑے ہو کر اس ملک کے حالات پڑھو گے یہ ملک افریقہ میں ہے عرب اور حبشہ پاس پاس ہیں ان دونوں ملکوں کے بیچ میں ایک چھوٹا سا سمندر ہے، جس کا نام بحر احمر یعنی لال سمندر ہے جو ان دونوں ملکوں کو الگ کرتا ہے بلکہ یوں سمجھو کہ بر اعظم ایشیا اور بر اعظم افریقہ کو جدا کرتا ہے
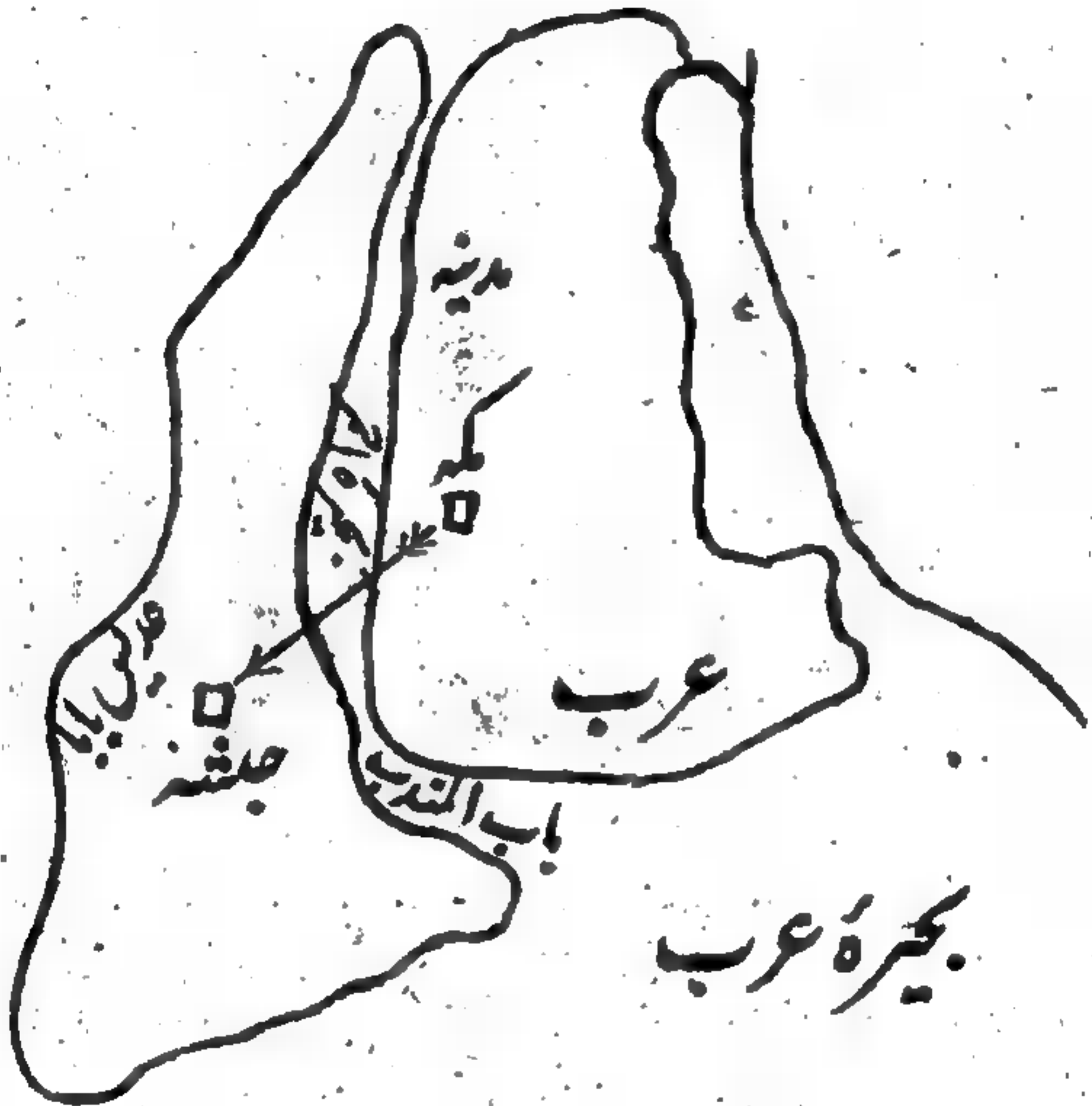
پہلی ہجرت کا نقشہ
مدینہ
مکہ
عرب
حبشہ
باب المندب
بحیرۂ عرب
پہلی ہجرت
اس ہجرت میں ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں کل ۱۰۱ مسلمان
خدا کی راہ میں اسلام کی خاطر اپنا وطن چھوڑ کر حبشیوں کے ملک میں چلے گئے

کی راہ میں اسلام کی خاطر اپنا دیس چھوڑ کر حبشیوں کے ملک میں چلے گئے، اپنے مذہب کی خاطر ایک ملک یا ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرے ملک یا شہر میں جا کر رہنے کو ہجرت کہتے ہیں

حبشہ کے بادشاہ نے مسلمانوں کو آرام سے رکھا۔ انہیں اجازت دیدی کہ جہاں چاہیں رہیں، جہاں چاہیں عبادت کریں، کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہوگی۔

۱۹- مکّے والوں کا پیچھا کرنا

حبشیوں کے ملک میں مسلمان امن اور چین سے رہنے لگے وہ نمازیں اور قرآن آزادی سے پڑھنے لگے، تم جانو مکّے کے پجاری اس بات کو کب پسند کر سکتے تھے اُنھوں نے حبشیوں کے بادشاہ کے لیئے قیمتی تحفے تیار کیئے۔ مکّے کے تین چار پُجاری ان تحفوں کو لے کر حبشیوں کے بادشاہ کے پاس پہنچے۔

ان پجاریوں نے بادشاہ سے کہا:-

"مکّے سے کچھ لوگ آپ کے ملک میں آکر بس گئے ہیں۔ ہم سے باغی ہو کر آئے

ہیں۔ یہ لوگ فسادی ہیں۔ انھیں ہمارے حوالے کر دیجیے، یہ بے دین ہیں۔ اُنھوں نے ایک نیا دین نکالا ہے۔ نہ تو اپنے باپ دادا کے دین کو مانتے ہیں اور نہ عیسائی مذہب ہی کو مانتے ہیں۔ ایسے لوگ آپ کے ملک میں رہ کر بے امنی اور بے دینی پھیلائیں گے۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ کو یہ سارا حال بتادیں اور ان بھاگے ہوئے لوگوں کو پھر لے جائیں۔"

بادشاہ اچھا آدمی تھا۔ اس نے کہا:۔
"اچھا میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں۔ اب مسلمانوں کی باتیں بھی تو سُن لوں۔ پھر میں جواب دوں گا" چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں

کو اپنے دربار میں بلایا۔ مسلمانوں نے اپنا سردار حضرت جعفرؓ کو چنا۔ حضرت جعفرؓ بادشاہ کے دربار میں آئے۔ بادشاہ نے مکّے کے پجاریوں کی طرف اشارہ کرکے کہا "یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ ان کا جواب دیجئے۔"

۲۰۔ مسلمانوں کے سردار کی بادشاہ کے دربار میں تقریر

"اے بادشاہ ہم جہالت میں تھے بتوں کو پوجتے تھے، گندے رہتے تھے مردار کھاتے تھے۔ گالیاں اور بُری باتیں بکا کرتے تھے۔ ہم میں سچائی، ایمانداری اور انسانیت کی کوئی بات نہ تھی، پڑوسی کی کوئی رعایت نہ تھی، نہ کوئی قاعدہ تھا۔ نہ کوئی قانون ہمارے ملک میں بے امنی پھیلی ہوئی تھی۔

ایسی حالت میں خدا نے ہم میں ایک

پیغمبر بھیجا، جس کی سچائی، ایمانداری، پاکیزگی اور شرافت سے ہم اچھی طرح واقف تھے اس نے ہم کو توحید سکھائی اور سمجھایا کہ بس اکیلے خدا کی عبادت کرو۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں اس نے ہم کو پتھروں اور انسانوں کے آگے سر جھکانے سے روکا۔ اس نے ہم سے پکّا وعدہ لیا ہے کہ ہم سچ بولا کریں۔ اپنا ہر وعدہ پورا کریں۔ غریبوں، مصیبت کے ماروں پر رحم کریں۔ بُرائیوں سے بچیں۔ اس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ نماز پڑھیں اور روزے رکھیں۔

ہماری قوم ہم سے ان باتوں پر بگڑی قوم نے ہم کو ستایا اور خفا ہوئی کہ ہم فقط

ایک اکیلے خدا کو کیوں پوجتے ہیں۔ ان کی طرح لکڑی اور پتھر کی مورتوں کی پوجا نہیں کرتے۔ ہم ان کے ہاتھوں بہت ستائے گئے، جب مجبور ہوئے تب تیرے ملک میں پناہ لینے آئے ہیں۔"

بادشاہ نے جب مسلمانوں کے سردار کی یہ تقریر سُنی تو دنگ رہ گیا۔ سارے دربار پر خاموشی چھاگئی۔ ذرا دیر کے بعد بادشاہ بولا: "مجھے اس نبی کی کتاب یعنی قرآن میں سے کچھ سناؤ۔" مسلمانوں کے سردار نے سورۂ مریم سُنائی، بادشاہ اور اُس کے درباریوں پر اتنا اثر ہوا کہ سب کے سب رونے لگے۔ بادشاہ نے کہا کہ "محمدؐ تو وُہی رسول ہیں جن

کے آنے کی خبر حضرت عیسیٰؑ نے دی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھے اُس کا زمانہ ملا۔" بادشاہ پر قرآن کا اتنا اثر ہوا کہ اس نے مکّے کے پجاریوں کو لوٹا دیا۔ اُن سے کہا کہ "میں اچھے لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کرسکتا۔" اور مسلمانوں سے کہا "حبشہ میں جہاں تمہارا جی چاہے آرام اور اطمینان کے ساتھ رہو خدا کی عبادت کرو اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلاؤ۔ آخر میں اپنے درباریوں کے ساتھ بادشاہ خود بھی مسلمان ہوگیا۔

۲۱۔ مکّے والوں کی ناکامی

مکّے کے پُجاریوں نے دیکھا کہ مسلمانوں
کو امن کی جگہ مل گئی تو بہت گھبرائے حبشیوں
کے بادشاہ کے پاس تحفے لے جانے کا کوئی
فائدہ نہیں ہوا تو اُنھوں نے کہا اب کوئی
اور ترکیب سوچنی چاہیئے۔ مکّے کے پُجاریوں
کی پنچایت بیٹھی، اُنھوں نے اپنی ناکامی پر
غور کیا اور اسلام کی تبلیغ کو روکنے کے لئے
سر جوڑ کر مشورے کرتے رہے۔ سب نے
مل کر یہ طے کیا آؤ محمدؐ کو پہلے تو لالچ دیں
اگر اس سے کام نکل جائے تو بہت اچھا ہے
تو پھر دھمکی دیں کہ کسی نہ کسی طرح مان جائے۔

بتوں کو بُرا نہ کہے۔ یہ مشورہ ہوچکا تو مکّے کا بڑا سردار جس کا نام عتبہ تھا، رسولِ پاک کے پاس پہنچا اور اس نے آپ کے سامنے یہ تقریر کی:
"میرے بھائی کے بیٹے محمّدؐ! اگر تو مال چاہتا ہے تو ہم تیرے پاس اتنا مال جمع کردیں کہ تو مالدار ہوجائے، اگر مکّے کا سردار بننا چاہتا ہے تو ہم تجھے اپنا سردار مان لیں۔ اگر اس سے بھی بڑھ کر سارے عرب کا بادشاہ بننا چاہے تو سارے عرب کا بادشاہ بنادیں مگر اس شرط پر کہ اپنے اس کام کو چھوڑ دے۔ جسے تو اسلام کہتا ہے اور اگر تیرے دماغ میں کچھ خرابی ہو تو ہم اس کا علاج کرائیں۔"

رسولؐ پاک نے عتبہ کی تقریر سُن کر فرمایا:-

"مجھے نہ مال کی حاجت ہے، نہ دولت کی ضرورت
نہیں سردار بننا چاہتا ہوں۔ اور نہ مجھے بادشاہ
بننے کی خواہش ہے۔ میرا دماغ ٹھیک ہے۔
میرے کام کی حیثیت تم کو قرآن کی ان آیتوں
سے معلوم ہوگی۔ پھر رسول پاک نے قرآن کی
کچھ آیتیں پڑھیں جن کا مطلب یہ ہے۔

"یہ فرمان خدا کی طرف سے آیا ہے جو
بڑی رحمت والا اور نہایت رحم والا ہے۔
یہ برابر پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ سمجھ والے
لوگوں کے لئے عربی زبان میں ہے۔ اس میں
سب کھلی باتیں درج ہیں اور جو خدا کا حکم
مانتے ہیں۔ اُن کے لئے دُکھ کی مار ہے۔
بہت سے لوگوں نے اس فرمان سے منہ موڑ لیا

ہے۔ وہ اسے سنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں کہ اس فرمان کا ہمارے دل پر کوئی اثر نہیں، ہمارے کان اس کے سننے کے لئے تیار نہیں۔ ہم میں اور تم میں اس طرح کا پردہ پڑا ہے۔ تم اپنی تدبیر کرو۔ ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں۔"

عتبہ نے جب یہ آیتیں سنیں تو اس پر بیخودی سی طاری ہوگئی۔ رسولؐ پاک نے قرآن پڑھنا ختم کیا تو عتبہ چپ چاپ اُٹھ کر چلا گیا۔ مکّے کے پجاری عتبہ کے آنے کے انتظار میں تھے۔ وہ سوچ رہے تھے بس محمدؐ دنیا کے لالچ میں آجائیں گے مگر انھیں کیا معلوم تھا کہ رسولؐ پاک دولت، حکومت اور

سرداری کو ٹھکرا دیا گیا۔

جب عتبہ پجاریوں کی مجلس میں پہنچا تو سب لوگ اُس کے گرد جمع ہو گئے پوچھنے لگے کیا ہوا؟ کیا دیکھا کیا سُنا؟ عتبہ بولا بھائیو! "میں نے آج ایسا کلام سُنا ہے جو نہ جادو ہے، نہ منتر، اگر تم میرا کہا مانو تو محمدؐ کو اس کی حالت پر چھوڑ دو" لوگوں نے یہ بات سُن کر کہا "عتبہ پر بھی محمد کا جادو چل گیا"

مکّے کے پُجاری پھر جمع ہوئے اُنھوں نے رسولؐ پاک کے چچا ابوطالب سے کہا "ہم نے آپ کا بہت لحاظ کیا، آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کو بُرا بھلا کہتا ہے ہمارے

تمہارے باپ دادا ان بتوں کو پوجتے چلے
آئے ہیں۔ اب ہم زیادہ صبر نہیں کرسکتے،
آپ انھیں سمجھادیں کہ وہ ہمارے بتوں کو
بُرا بھلا کہنا چھوڑ دے۔ ورنہ ہم سب مل کر
اُنھیں جان سے مار ڈالیں گے۔ تم اکیلے
ہمارا کچھ نہیں کرسکتے۔"
چچا نے دیکھا کہ مکّے کے سارے پجاری
مخالف ہوگئے ہیں اور غصّہ میں بھرے
ہوئے ہیں تو وہ ڈرے اور اُنھوں نے
رسولؐ پاک کو نرمی سے سمجھایا "بیٹا! بُت
پرستی کو بُرا کہنا چھوڑ دو۔ ورنہ میرے لئے
تمہاری مدد کرنا مشکل ہو جائے گی۔ رسولؐ پاک
نے بہت مضبوطی اور دلیری سے اپنے چچا

کو جواب دیا

"اے میرے چچا! اگر مکّے کے پجاری
میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے
ہاتھ پر چاند لاکر رکھ دیں تب بھی میں اپنے
کام سے یعنی اسلام سکھانے سے نہ ہٹوں گا
اور خدا کے حکم میں ایک لفظ بھی نہ گھٹاؤں گا
اور نہ بڑھاؤں گا۔ اس کام میں چاہے میری
جان بھی جاتی رہے۔"

۲۲- کافروں کی پنچایت میں رسولؐ پاک کا بُلاوا

کافروں نے دیکھا کہ نہ لالچ سے کام چلا نہ دھمکی کا اثر ہوا۔ اب مکّے کے کافروں کی پنچایت ہوئی۔ سب نے کہا "محمدؐ کو بلاؤ۔ اُن سے باتیں کریں۔" چنانچہ ایک آدمی رسولؐ پاک کو بُلا کر لے گیا۔ رسول پاک خوش خوش پنچایت میں تشریف لے گئے کیونکہ آپؐ ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی موقع ملے تو آپؐ اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ اس

پنچایت میں مکّے کے سب سردار موجود تھے
آپ نے خیال کیا کہ آج اچھی طرح ان کو اسلام
کی باتیں سمجھا سکیں گے۔

رسولؐ پاک نے کافروں کی بھری پنچایت
میں صاف صاف کہہ دیا "سردارو! تم میرے
متعلق جو کچھ سمجھتے ہو وہ ٹھیک نہیں ہے
جو باتیں میں لے کر آیا ہوں وہ نہ مال کے
سبب سے ہیں نہ سرداری کی خواہش سے
اور نہ حکومت حاصل کرنے کے لئے، خدا نے
مجھے تمہاری طرف رسولؐ بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ
پر قرآن اتارا ہے۔ میں اچھے لوگوں کو خوشخبری
سنانے والا اور بُرے لوگوں کو ڈرانے والا
بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں نے خدا کا پیغام تم

تک پہنچا دیا ہے اور تم کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے
اگر تم اسلام کو مان لوگے تو دنیا اور آخرت کی
بھلائی تمہارے لئے ہوگی اور تم اسے نہ مانوگے
تو میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا کہ میرے لئے
اور تمہارے لئے وہ کیا حکم بھیجتا ہے۔"
آپؐ کی اس تقریر کے بعد مکّے کے
پجاریوں نے طرح طرح کی باتیں کیں۔" جب تم
خدا کے رسولؐ ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ
کرادو۔ ہم مفلسی اور غریبی میں گرفتار ہیں ہمیں
آسودہ حال بنادو یا جیسا کہ تم کہہ رہے ہو اگر
اسلام کو ہم نے نہ مانا تو ہم پر عذاب نازل ہوگا
تو پھر تیرا خدا ایسا کیوں نہیں کرتا کہ ہم پر آسمان
کا ٹکڑا گرادے جب تک تم ان باتوں میں

سے کوئی نہ کراؤ گے۔ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔"

رسولؐ پاک نے جواب دیا "یہ سب کچھ تو خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایسا کرے میرا کام تو صرف خدا کا کلام تم لوگوں تک پہنچانا ہے۔"

ایک پجاری جو آپ کا پھوپی زاد بھائی تھا، اُٹھا اور کہنے لگا "میں تجھ پر کبھی ایمان نہیں لانے کا، اگر تو میرے سامنے آسمان پر سیڑھی لگا کر اوپر چڑھ جائے اور میرے سامنے اسی سیڑھی سے اُترے اور تیرے ساتھ خدا کے چار فرشتے بھی آئیں اور یہ کہیں کہ یہ خدا کے رسولؐ ہیں۔ پھر بھی میں ایمان

نہیں لاؤں گا۔"

دیکھا مکّے کے پجاری کیسے ضدی اور ہٹ دھرم ہیں؟ آگے چل کر تم پڑھو گے کہ یہ لوگ جو آپؐ سے بے وقوفی کی باتیں کرتے تھے کس طرح اسلام کے آگے جھک جاتے ہیں۔ اگر یہ من گھڑت باتیں ہوتیں تو ایسا نہ ہوتا، مگر یہ خدا کی باتیں تھیں۔ خدا نے انھیں اپنے پیارے رسول کے ذریعے پورا کرکے دکھایا۔ ہمیشہ سچ کی جیت ہوتی ہے۔

۲۳۔ چھ سال کی کوششوں کے نتیجے

رسولؐ پاک کو اسلام سکھاتے ہوئے چھ
سال ہوگئے تھے۔ جس ثابت قدمی اور پکّے
ارادے سے آپ خدا کا پیغام لوگوں تک
پہنچا رہے تھے اس کی مثال ملنا مشکل ہے
شروع میں مکّے کے پُجاریوں نے رسولؐ پاک
کی کچھ زیادہ مخالفت نہ کی، اس وجہ سے کہ
وہ سمجھتے تھے کہ تھوڑے دنوں کی بات ہے
یہ رسولؐ اور مسلمان ہمارا کیا بگاڑلیں گے۔
خود ہی چند روز میں ٹھیک ہوجائیں گے۔
مگر آہستہ آہستہ جب اسلام کی ترقی
ہونے لگی تو پُجاری بڑے خوف زدہ ہوئے

وہ جانتے تھے کہ اسلام کے پھیلنے سے بتوں کی پوجا ختم ہو جائے گی۔ تو ہم کو پھر کوئی پوچھے گا ہی نہیں۔ چنانچہ اس ڈر کے مارے مکّے کے پجاریوں نے اسلام کی سخت مخالفت شروع کی۔ پہلے اسلام کے ماننے والوں کو ستایا۔ وہ بچارے رسول پاک کے حکم سے حبشیوں کے ملک میں جاکر رہنے لگے۔

یہ بات مکے کے پجاریوں کے لئے اور زیادہ سخت تھی اس لئے کہ اب مسلمانوں کو ایک امن کی جگہ مل گئی تھی۔ مکّے کے پجاریوں کو حبشیوں کے بادشاہ کے دربار سے ناکام لوٹنا پڑا۔ اب پجاریوں نے پورے زور سے رسول پاک کی مخالفت شروع کر دی۔

ہر نیا دن نئی کامیابی لاتا تھا۔ پجاری سخت مخالفت کر رہے تھے۔ مگر اسلام کی نورانی کرنیں مکّے کی زمین پر پھیلتی چلی جا رہی تھیں تم سمجھتے ہو کہ کفر کے بادل اسلام کی نورانی کرنوں کو روکتے ہوں گے۔ نہیں! تم نے دیکھا ہوگا کہ جب کالی گھٹائیں اٹھتی ہیں تو کچھ دیر کے لئے سورج کی کرنوں کو روکتی ہیں۔ اس کے بعد سورج پھر اپنی پوری قوت کے ساتھ اپنی روشن کرنیں دنیا کو پہنچاتا ہے جس سے دنیا جگمگا اٹھتی ہے

بالکل یہی مثال اسلام کی نورانی کرنوں کی سمجھ لو۔ کفر کی کالی گھٹائیں اسلام کی روشن کرنوں کو کیا روک سکتی تھیں! اسلام کی

نورانی کرنیں ایسے زور سے چمکیں کہ مکہ تھوڑے
ہی دنوں میں اسلام کی روشنی سے جگمگ جگمگ
کرنے لگا۔ پجاریوں کی ساری مخالفتیں دھری
کی دھری رہ گئیں۔

۲۴۔ رسول پاک کے چچا کا مسلمان ہونا

ایک دن رسولؐ پاک لوگوں کو اسلام کی باتیں بتا رہے تھے۔ اسلام کے جانی دشمن ابوجہل نے رسولؐ پاک کو گالیاں دیں اور ایک پتھر بھی مارا۔ آپ کے سر سے خون جاری ہوگیا جو بند ہی نہ ہوتا تھا۔

رسولؐ پاک کے ایک چچا تھے جن کا نام حضرت حمزہؓ تھا۔ یہ عرب بھر میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔ یہ اپنا وقت شکار میں گذارتے تھے۔ ایک دن شام کو جب شکار سے لوٹے تو ان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ حضرت حمزہؓ ابوجہل

کے گھر پہنچے اور بہت زور سے کمان اُس کے سر پہ ماری ابو جہل کا سر لہولہان ہوگیا اب حضرت حمزہؓ رسولؐ پاک کے پاس گئے اور کہا "میرے بھتیجے تم یہ سن کر خوش ہوگے کہ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے" رسولؐ پاک نے فرمایا "چچا! میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا۔ میری خوشی تو یہ ہوگی کہ آپ اسلام کو قبول کریں" چنانچہ حضرت حمزہؓ اسی وقت مسلمان ہوگئے اور اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کیں اور اسلام کی خدمت کرتے ہوئے شہید ہوئے

۲۵۔ حضرت عمرؓ کا مسلمان ہونا

حضرت عمرؓ مکّے میں بڑے بہادر مانے جاتے تھے۔ مکّے کے لوگ اُن کی بڑی عزت کرتے تھے، ایک دن اپنے گھر سے تلوار لے کر اس ارادے سے نکلے کہ رسولؐ پاک کو توبہ توبہ جان سے مار ڈالیں۔ راستے میں انھیں معلوم ہوا کہ اُن کی بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس لئے پہلے وہ بہن کے گھر پہنچے۔ بہن اور بہنوئی کو خوب پیٹا۔

حضرت عمر کی بہن نے اپنے بھائی سے کہا "خدا کے لئے پہلے وہ کلام تو سُن لو

جسے ہم سن کر اسلام لائے ہیں۔" حضرت عمرؓ کی بہن کے پاس قرآن کا ایک ٹکڑا لکھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے قرآن کا وہ ٹکڑا پڑھا تو بے اختیار اُن کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہاں سے سیدھے رسولؐ پاک کی خدمت میں پہنچے اور مسلمان ہو گئے۔

حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے سے اسلام کو بڑی تقویت پہنچی، مکے کے لوگوں میں اسلام اپنا اثر کرنے لگا حضرت حمزہؓ کی طرح بہت سے لوگ اسلام سے دلی ہمدردی رکھتے تھے۔ ان دونوں کے مسلمان ہونے کے بعد وہ لوگ بھی اسلام کی طرف آنے لگے اب مسلمان خانہ کعبہ میں جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھنے لگے

۲۶- برادری سے خارج کرنا

مکّے کے کافروں نے دیکھا کہ اتنی کوششوں اور محنتوں کے بعد بھی اسلام کا پھیلنا نہ رک سکا۔ اس لئے اُنھوں نے یہ طے کیا کہ رسول پاک کو برادری سے خارج کیا جائے اور اُن سے کوئی لین دین نہ کی جائے۔ چنانچہ مکّے کے کافروں نے اس مطلب کا ایک معاہدہ کاغذ پر لکھا اور اسے خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا اس معاہدے میں یہ باتیں تھیں کہ ہاشم اور مطّلب کی اولاد سے یعنی جس قبیلے سے رسولؐ پاک تھے۔ ہم نہ لین دین کریں گے نہ رشتہ داری برتیں گے

نہ اور کوئی تعلق رکھیں گے۔

اب آپؐ کے قبیلے کے لوگ مکّے سے باہر ایک گھاٹی میں جو پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی الگ تھلگ رہنے لگے۔ مکّے کے پجاری اس معاہدے کی پابندی کرتے تھے۔ حج کے مہینے میں جس میں، عرب کے لوگ لڑنا جھگڑنا گناہ سمجھتے تھے۔ رسولؐ پاک اس گھاٹی سے باہر آتے اور لوگوں کو اسلام کی باتیں بتاتے۔

ابو جہل جو اسلام کا جانی دشمن تھا۔ وہ آپ کے پیچھے پیچھے پھرتا اور یہ کہتا رہتا "لوگو! یہ جھوٹا ہے، چاہتا ہے کہ تمھیں بے دین بنادے، اس لئے اس

سے الگ رہو اور اس کی باتیں نہ سنو۔"

تین سال لگاتار رسولؐ پاک اور آپؐ کے قبیلے کے لوگ مکّے سے باہر ایک گھاٹی میں بند رہے۔ مکّے کے بسنے والوں نے ساری چیزیں اُن سے روک رکھی تھیں نہ اناج پہنچنے دیتے تھے اور نہ کوئی دوسری چیز، آپؐ کے خاندان کے بچّے، بوڑھے اور نوجوان سب کے سب بھوکے رہتے اور کبھی کبھی بھوک کے مارے یہ لوگ درختوں کے پتّے کھاتے۔ اکثر بھوک کے مارے بچّے روتے تھے۔

مکّے میں رحم دل لوگ بھی تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ رسولؐ پاک اور آپؐ کے خاندان

سے یہ مصیبت کسی طرح ٹل جائے۔

قدرت، کا کیا کرنا ہوا؟ کہ کافروں کے معاہدے کا کاغذ دیمک کھا گئی۔ اب رسولؐ پاک اور آپؐ کے خاندان کے لوگ اس گھاٹی سے باہر آئے اور آپؐ نے پہلے سے بھی زیادہ زور سے اسلام پھیلانا شروع کیا۔ اور پجاریوں نے بھی مخالفت زور شور سے کی۔

۲۷۔ رسولؐ پاک کے چچا اور بیوی کا انتقال

گھاٹی سے نکلنے کے بعد تھوڑے دن گذرے تھے کہ رسولؐ پاک کے چچا ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔ جنھوں نے آپؐ کو پالا پوسا تھا۔ تجارت میں مکّے سے باہر ساتھ لے جاتے تھے، آپؐ کی ہر طرح دیکھ بھال کرتے تھے۔ پھر نبوت ملنے کے بعد آپ کا برابر ساتھ دیتے اور تکلیفوں میں آپ کی مدد کرتے رہے، رسولؐ پاک کے ساتھ ہمدردی کرنے کی وجہ سے مکّے کے لوگ

اُن کے خلاف ہو گئے، دوست دشمن، اپنے پرائے بن گئے۔ مگر اُنھوں نے رسول پاک کا ساتھ نہ چھوڑا۔ مرتے دم تک آپؐ کی حمایت کی۔

آپ کے چچا کے انتقال کے تیسرے دن آپؐ کی بیوی حضرت خدیجہؓ بھی وفات پا گئیں۔ حضرت خدیجہؓ بڑی نیک بی بی تھیں رسول پاک کی خدمت انھوں نے سب سے زیادہ کی تھی۔ اپنا مال اسلام کی خدمت کے لئے خرچ کیا۔ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں اور رسول پاک کی سچّی ہمدرد اور مددگار بنیں۔

آپؐ کو نبی ہوئے دس سال ہو گئے

تھے۔ اس دس سال کی مدّت میں آپؐ پر طرح طرح کی مصیبتیں آئیں اور آپؐ کو تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کوئی نیا دن ایسا نہ ہوا کہ آپؐ پر نئی تکلیف نہ آئی ہو مگر آپؐ صبر اور سکون کے ساتھ اسلام سکھاتے رہے ڈر، خوف، لالچ ہنسی، مذاق، جسمانی تکلیفیں۔ ایمان والوں کا آنکھوں کے سامنے پٹنا۔ غرض کوئی ایسا ستم نہ تھا جو آپ پر نہیں کیا گیا۔ ان مصیبتوں میں آپؐ کے سب سے زیادہ ہمدرد آپؐ کے چچا ابو طالب اور آپ کی بیوی حضرت خدیجہؓ ہی تھیں۔ ان دونوں کے انتقال سے آپؐ کو سخت رنج ہوا۔ اس لئے تاریخ لکھنے والے اس سال کو "غم کا سال" لکھتے ہیں۔

۲۸- طائف کا سفر

رسول پاک کے چچا کے انتقال کے بعد مکّے کے پجاریوں نے آپ کو بہت ستایا۔ آپؐ جس راستے سے گزرتے اس پر پجاری کانٹے بچھا دیتے، آپؐ کو گالیاں دی جاتیں آپؐ پر کیچڑ پھینکی جاتی۔

ایک دن رسول پاک ایک گلی میں تشریف لے جا رہے تھے، کسی پجاری نے آپؐ پر مٹی پھینکی۔ گھر پہنچے آپؐ کی بیٹی حضرت بی بی فاطمہؓ آپ کا سر دھوتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں۔ رسولؐ پاک نے اپنی پیاری بیٹی کو سمجھایا۔ "بیٹی روؤ مت۔ خدا تمہارے باپ

کی مدد کرے گا۔"

رسولؐ پاک اگر چاہتے تو آئے دن کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے حبشیوں کے ملک میں جاکر رہ سکتے تھے۔ تم پڑھ آئے ہو کہ حبش کا بادشاہ مسلمان ہوگیا تھا اس کے علاوہ بہت سے مسلمان مکّہ چھوڑ کر حبشیوں کے ملک میں آرام سے رہتے تھے۔ مگر آپؐ کو یہ بات پسند نہ تھی اس لئے کہ آپؐ دنیا میں سب سے پہلے عرب کے رہنے والوں کی اصلاح کرنا چاہتے تھے، چنانچہ آپؐ نے تکلیفیں اٹھائیں، مصیبتیں سہیں مگر اپنے مقصد کو نہ چھوڑا۔

رسولؐ پاک نے اسلام پھیلانے کے

خیال سے عرب کے ایک بڑے شہر طائف
کے سفر کا ارادہ کیا۔ آپؐ کے ساتھ آپؐ
کے آزاد کئے ہوئے غلام حضرت زیدؓ بن
حارثہ بھی تھے۔ اس امید پر کہ شاید طائف
کے لوگ اسلام کی نعمت کو پہلے حاصل کریں
وہاں شاید خدا کے اچھے اور نیک بندے
ہوں، آپؐ نے یہ سفر اختیار کیا۔ مگر وہاں
کے لوگ مکّے والوں سے زیادہ مغرور تھے
اس لئے کہ ان کو ہر طرح کی نعمتیں ملتی تھیں پھل
پھول، ترکاریاں اور باغات ہرے بھرے
کھیت یہ سب چیزیں انھیں میسّر تھیں، وہ
خدا کو بھول چکے تھے۔ اسی لئے غرور کے
نشے میں مست تھے۔

۲۹- طائف کے رہنے والوں کی گستاخیاں

طائف میں تین بڑے بڑے سردار رہتے تھے۔ یہ تینوں سگے بھائی تھے، انھوں نے آپ کی باتیں سنیں تو آپ کی ہنسی اڑائی رسولؐ پاک سب سے پہلے بڑے سردار کے پاس پہنچے۔ اسے اسلام کی باتیں بتائیں، اس نے آپؐ کے نبی ہونے سے انکار کیا اور کہا "میں خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہوکر داڑھی منڈوا دوں اگر خدا نے آپؐ کو رسولؐ بنایا ہو۔ پھر آپؐ دوسرے سردار کے پاس اسلام کا

پیغام لے کر گئے۔ اسے اسلام کی باتیں بتائیں اس گستاخ سردار نے آپ کو جواب دیا کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی آدمی نہ ملا۔ جسے اپنا رسول بناتا۔ دیکھو تو یہ رسولؐ ہے۔ چڑھنے کے لئے سواری تک نہیں کہ مکے سے پیدل چلا آرہا ہے۔ خدا کو اگر رسول بنانا ہوتا تو مکے یا طائف کے کسی سردار یا حاکم کو رسول بناتا۔"

آخر میں آپؐ نے تیسرے سردار کے سامنے اسلام پیش کیا۔ وہ کہنے لگا "میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ اگر تو سچ مچ خدا کا رسولؐ ہے تو مجھے تجھ سے

ڈر لگتا ہے، میں تیریؐ بات نہ مانوں گا تو تباہ ہوجاؤں گا۔ اور تو نبی نہیں ہے تو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔ پھر توؐ بات کرنے کے لائق ہی نہیں ہے۔"

تینوں مغرور سرداروں کی گستاخی کی باتیں رسولؐ پاک نے سنیں۔ آپ اچھی طرح جانتے تھے کہ دولت اور آرام کی وجہ سے یہ غرور کی باتیں کر رہے ہیں۔ مگر اسلام طائف کی بستی میں پھیل کر رہے گا۔ آپؐ کو اسلام کی کامیابی کا ایسا یقین تھا جیسے ٹھیک دوپہر کے وقت کسی آدمی کے سر پر سورج چمک رہا ہو اس سے پوچھا جائے کہ بتاؤ دن ہے کہ رات؟ تم جانتے ہو

وہ یقین کے ساتھ جواب دے گا" دن ہے" اسی طرح رسولؐ پاک کو یقین تھا کہ اسلام کا نور عرب کے کونے کونے کو روشن کر دے گا۔

رسولؐ پاک نے دس دن تک طائف کے گلی کوچوں میں اسلام لانے کی ضرورت اور اس کی خوبیاں ظاہر کیں۔ مگر یہاں کے گستاخ بسنے والے آپؐ سے کہتے " اگر تم سچے ہو تو پہلے اپنے لوگوں سے اسلام منوالو تو ہم جانیں۔ بس یہاں سے چلے جاؤ" رسولؐ پاک نے بڑی ہمت اور بہادری سے طائف کے لوگوں کی گستاخیاں سہیں مگر انھیں اسلام کی طرف رغبت دلاتے رہے۔

ایک دن رسولؐ پاک لوگوں کو اسلام کی باتیں بتا رہے تھے کہ طائف کے بازار لوگوں نے آپؐ کو پتھر مارے اور آپؐ کو طائف سے نکال دیا۔ آپؐ کے پاؤں خون سے لہولہان ہو گئے، آپؐ کے پاؤں سے اتنا خون نکلا کہ آپؐ کے دونوں جوتے پاؤں سے چپک گئے۔ شہر سے باہر آکر آپؐ ایک ہرے بھرے باغ میں ایک پیڑ کے نیچے سایہ میں ستانے کے لئے بیٹھ گئے۔

سوچو تو رسولؐ پاک مکّے سے دور طائف میں ہیں۔ دس دن تک آپؐ نے طائف والوں کے سامنے اسلام پیش

کیا مگر کسی کی سمجھ میں اسلام کی باتیں
نہ آئیں اور آتیں بھی کیسے؟ دل لگا کر
سننے والا آدمی سمجھتا ہے، مگر ایک ضدی
آدمی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے سننا
ہی نہیں چاہتا تو اُس کی سمجھ میں کیا خاک
آئے گا مگر اس پر بھی رسولِؐ پاک مایوس
نہیں ہوئے، کوئی اور ہوتا تو ایسی حالت
میں ضرور مایوس ہو جاتا، اور طائف کی
گستاخ بستی کے لئے بددعا ضرور کرتا کہ
اے خدا! ایسی ظالم بستی کو اُلٹ دے
مگر ہمارے تمہارے پیارے رسول اس
موقع پر بھی اللہ سے اپنے لئے ہمت اور
صبر کی دُعا مانگتے رہنے اور طائف والوں

کی بہتری چاہتے رہے، اس لئے کہ شاید آگے چل کر اس بستی میں کوئی اللہ کا نیک بندہ پیدا ہو جائے۔

۳۰۔ طائف میں رسولؐ پاک کی دُعا

اس تکلیف، بیکسی اور مظلومی کی حالت میں رسولؐ پاک نے وضو کر کے نماز پڑھی پھر آپؐ نے اللہ سے یہ دُعا مانگی۔ ذرا دھیان دے کر سنو:۔

"اے میرے اللہ اپنی کمزوری اور لوگوں کی تحقیر کی تجھ سے فریاد کرتا ہوں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے تو ہی کمزوروں اور عاجزوں کا مالک ہے اور میرا بھی تو ہی مالک ہے، تو مجھ کو کس کے سپرد

کرے گا۔ کسی بیگانے یا اپنے کے تو
مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے
ان تمام باتوں کی کچھ پروا نہیں۔
تیری ہی پناہ میرے لئے کافی ہے۔
میں تیرے اُس نور کی پناہ میں آتا ہوں
جس کے آگے سارے اندھیرے
مٹ جاتے ہیں جس سے دین اور
دنیا سنور جاتی ہے۔"

۳۱ - عرب کے ایک بڑے شاعر کا مسلمان ہونا

طائف سے واپس آنے کے بعد رسول پاک نے باہر کے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا، آپؐ اکثر مکّے کے باہر قافلوں کے رستوں پر بیٹھ جاتے اور لوگوں کو اسلام کی باتیں بتاتے رہتے عرب کا ایک شخص بڑا مشہور شاعر اور اپنے قبیلے کا سردار طفیل بن عمروؓ دوسی نامی تھا یہ بڑا سمجھ دار آدمی تھا، مکّے آیا۔ مکّے والوں نے اس کا استقبال کیا اور بڑی خاطر

کی طفیل بن عمروؓ دوسی کو مکّے کے پجاریوں
نے سمجھا دیا کہ "خبردار مکّے میں ایک نیا
جادوگر پیدا ہوا ہے، جس کا نام محمدؐ ہے۔
بس اس کے جادو میں پھنس نہ جانا، جو اس
کے جادو میں پھنس جاتا ہے، وہ اپنے
سارے رشتہ داروں سے الگ ہو جاتا
ہے۔ ہم بڑے پریشان ہیں۔ ہمارے
سارے کاموں میں ابتری پیدا ہو گئی ہے
ہم تم کو بتائے دیتے ہیں کہ کہیں اسؐ
کی باتوں میں نہ آجانا۔"

غرض کہ مکّے کے پجاریوں نے طفیل
بن عمروؓ دوسی کے دل میں رسولؐ پاک کے
خلاف بری بری باتیں بٹھادیں، اس سردار

کی یہ حالت ہوئی کہ جب باہر نکلتا تو کانوں
میں روئی ٹھونس لیتا کہ کہیں رسولؐ پاک کی
آواز نہ سُنائی دے اور بچتا بچاتا ہوا نکلتا
کہ کہیں آپ کا نورانی چہرہ نہ نظر آجائے۔

ایک دن رسولؐ پاک خانہ کعبہ کے
کسی کونے میں نماز میں پیاری آواز سے قرآن
پڑھ رہے تھے۔ طُفیل بن عمروؓ دوسی کے
کان میں کسی طرح قرآن پڑھنے کی آواز پہنچ گئی
بس اب تو اس کا دل بے اختیار ہوگیا۔
ایکا ایکی اسے قریش کے سمجھانے کا خیال
دل میں آیا۔ پھر سوچا کہ میں شاعر ہوں اچھی
بُری باتوں کو خوب سمجھتا ہوں، کوئی ناسمجھ بچّہ
نہیں۔ اگر اچھی بات ہوئی تو مان لینے میں

کیا ہرج ہے اور اگر بُری بات ہوئی تو ہرگز نہ مانوں گا۔

یہ باتیں سوچ کر طُفیل بن عمروؓ دوسی نے رسولؐ پاک کے پاس جاکر قرآن سُنا۔ آپؐ نماز سے فارغ ہو کر گھر پہنچے تو طُفیل بن عمروؓ دوسی بھی آپؐ کے گھر پہنچے اور اپنا پورا قصّہ آپؐ کو سُنایا اور دل سے مسلمان ہوگئے۔ مکّے کے پُجاریوں کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو بہت بگڑے بہت گھبرائے۔

۳۲۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کا مسلمان ہونا

گیارہ سال سے رسولؐ پاک اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے، اس کا تم حال پڑھ آئے ہو۔ کہ کن مشکلوں سے آپ لوگوں سے ملتے تھے، مکّے کے تجارتی مکّے والوں اور باہر کے بسنے والوں کو کس طرح بھُسلا پھُسلا کر آپ سے ملنے اور آپؐ سے بات چیت کرنے سے روکتے۔ مگر کب تک روک سکتے تھے؟

مُشک ایک بہت خوشبودار چیز ہوتی ہے۔ یہ چھُپانے سے چھپ نہیں سکتی اس کی خوشبو آپ ہی آپ بتا دیتی ہے کہ اس

جگہ مشک موجود ہے۔ بس یہی حال اسلام کی باتوں کا سمجھو۔ مکے کے پجاری بہت چاہتے تھے کہ اسلام کی باتیں کسی طرح چھپی رہیں، مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا؟ اسلام کی باتیں لوگوں کو آپ ہی آپ کھینچ لیتی ہے۔

ایک بڑے قبیلے کے بڑے سردار حضرت ابوذر غفاریؓ نے اسلام کی کچھ باتیں سنیں اور سننے کے ساتھ ہی دل میں شوق پیدا ہوا تھا کہ معلوم کرنا چاہئے اسلام کیا ہے؟ اسلام کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے انھوں نے پہلے اپنے بھائی کو بھیجا تاکہ وہ معلوم کرے کہ اسلام کا سکھانے والا کون ہے؟ اور کیسا ہے؟ غرض ساری باتیں

معلوم کرکے اُن کے بھائی واپس آئے
اور ساری کیفیت بیان کی ۔ اب حضرت
ابوذر غفاریؓ رسولؐ پاک کی محبّت اور
اسلام کے شوق میں اپنے دیس سے
پیدل چلے۔ گھر سے آسودہ حال اور
امیر تھے ۔ چاہتے تو سواری کے لئے
گھوڑے ، اونٹ اور سب کچھ مل سکتے
تھے مگر انھیں رسولؐ پاک کے پاس
پیدل آنے میں جو مزہ آیا وہ کسی سواری
پر آنے میں کب آتا؟ مکّے پہنچے ، رسولؐ
پاک کی خدمت میں آئے ۔ مسلمان ہوئے
اور مکّے کے بت پرستوں کے سامنے
اسلام پیش کیا تو وہ حضرت ابوذر غفاریؓ

پر پل پڑے ، بعض لوگوں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو پہچانا اور بت پرستوں سے کہا تم کو معلوم نہیں یہ غفاریؓ قبیلے کے بڑے سردار ہیں ۔

۳۴ - مدینہ

مدینہ! آہا کیا ہی پیارا نام ہے مسلمانوں کے سامنے جب مدینے کا پیارا نام آتا ہے تو دل پیار اور محبّت سے بھر جاتا ہے۔ تم نے کبھی سوچا بھی بھلا یہ کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے سچے ہادی ہمارے پیارے رسول کا دوسرا دیس ہے۔ آپؐ کا پہلا دیس مکّہ ہے۔ آپؐ مکّے میں پیدا ہوئے یہیں پلے، بڑے ہوئے، جوان ہوئے اور رسولؐ ہوئے لوگوں کو بھلائی کے لئے۔ مکّے ہی سے اپنا کام شروع کیا۔ تیرہ سال تک لگاتار

مکّے کی گلی کوچوں میں آپ اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ مگر کیسے حالات میں؟ سخت مصیبتوں میں، مشکلوں میں، تکلیفوں میں، مکّے والوں نے کون سی تکلیف تھی جو آپؐ کو نہیں دی آپؐ کو دھمکایا گیا، آپؐ کے دوستوں اور ماننے والوں کو بُری طرح ستایا گیا۔ تنگ آکر اسلام کے ماننے والوں نے مکّہ جو اُن کا پیارا دیس تھا چھوڑا۔ یہ سب کچھ ہوا مگر اسلام نہ چھوڑا۔

مدینہ رسولِ پاکؐ کا دوسرا دیس کیسے بنا؟ رسولِ پاکؐ کو یہ دیس ایسا کیوں بھایا کہ پھر آپؐ ہمیشہ کے لئے اسی میں رہے اور اس وقت بھی آپؐ کا پاک مزار اسی

پیارے دیس میں ہے۔ آپؐ کے مزار پر
دن رات اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل
ہوتی رہتی ہیں۔ یہ سب باتیں تم آگے پڑھوگے
ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ شہر رسولؐ پاک
کا دوسرا دیس، بننے سے پہلے کیسا تھا؟
عرب کے تین بڑے بڑے شہر ہیں مکہ
خانہ کعبہ کی وجہ سے ہمیشہ عزت والا شہر سمجھا
جاتا ہے۔ طائف اپنے ہرے بھرے باغوں
اور میٹھے پانی کے چشموں، پھلوں اور پھولوں
کی وجہ سے مشہور ہے۔
مدینہ رسولؐ پاک کی قیام گاہ اور اسلامی
تعلیم گاہ اور باقاعدہ دارالحکومت اور مسجد
نبوی بننے سے اور آپؐ کی وفات کے بعد

آپؐ کے پاک مزار کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے عزت والی بستی ہے۔

یہ رسولؐ پاک کے جانے سے پہلے ایک چھوٹا سا شہر تھا جس کا نام یثرب تھا۔ آپ کے وہیں بنانے کے بعد اس کا نام مدینۃ الرسولؐ ہو گیا یعنی رسولؐ پاک کا شہر یثرب، رسولؐ پاک کے تشریف لانے سے پہلے بیماریوں کی بستی تھی۔ آئے دن لوگ بیماریوں میں مبتلا رہتے تھے۔ مگر رسولؐ پاک کے جانے کے بعد اللہ نے رسولؐ کی برکت سے اس کی ہر خرابی کو خوبی سے بدل دیا۔ کثافت اور گندگی کی جگہ صفائی اور پاکیزگی کی جگہ بن گئی۔ بیماریوں کی جگہ صحت اور تندرستی

کا مقام ہو گیا، جہالت اور کفر کی جگہ علم اور اسلام آ گیا۔ اور پھر یہاں سے دین اور اسلام کی برکتیں تمام دنیا میں پھیل گئیں۔

یہی شہر ہے جس نے اسلام کی نورانی کرنیں پھیلائیں، یہی شہر اللہ کے ماننے والوں کا مرکز اور اسلام کے لشکر کا قلعہ تھا۔ رسولؐ پاک کے اس پیارے دیس کو تاریخ لکھنے والے مدینہ طیبہ "پاک بستی" کے پیارے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اللہ کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں اس پاک بستی پر دن رات نازل ہوں۔

۳۴۔ مدینے کے کچھ لوگوں کا اسلام لانا

ایک دفعہ حج کے زمانے میں رسولؐ پاک مختلف قبیلوں کو اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے۔ ایک جگہ آپ آئے، مدینہ کے کچھ لوگ الگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے یہ کل چھ آدمی تھے، انھیں الگ دیکھ کر رسولؐ پاک اُن کے پاس گئے۔ اُن کو اسلام کی باتیں بتائیں، بتوں کی پوجا سے انھیں نفرت دلائی، صفائی اور ستھرائی کی تاکید کی اور قرآن پڑھ کر سنایا۔

اُن لوگوں نے مدینے میں یہودیوں سے سُنا تھا کہ آخری رسول کے آنے کا وقت

قریب آگیا ہے اور وہ ضرور دنیا میں آئے گا۔ جو جو نشانیاں ان لوگوں نے رسول پاک کی سنی تھیں وہ سب نشانیاں آپ میں پائیں۔

یہ سچے تھے، اچھے تھے، اسلام اچھے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں سچائی صفائی اور انسانی خوبیوں کی تلاش ہوتی ہے وہ خود بخود اچھی باتوں کی طرف کھنچ آتے ہیں، یہی حال مدینے کے ان لوگوں کا تھا کہ اپنی اچھی فطرت کی وجہ سے سچائی کی تلاش میں تھے اور اب انھوں نے اپنی آنکھوں سے رسول پاک کو دیکھا

اسلام کی باتیں سنیں، بس جھٹ بول اُٹھے
"ایک اللہ سب کا معبود ہے، اس
کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اور
اس کا رسولؐ اور اس کی کتاب سچّی ہے"
یہ لوگ بڑے خوش قسمت تھے

۳۵۔ مدینے میں اسلام کا پہلا استاد

یہ سچے مسلمان جب لوٹنے لگے تو رسولؐ پاک نے ان کے ساتھ اپنے ایک ساتھی کو بھی بھیج دیا کہ یہ انھیں اسلام کی باتیں سکھائیں اور قرآن پڑھائیں، رسولؐ پاک کے اس ساتھی کا نام حضرت مصعبؓ بن عُمیر تھا۔ یہ مسلمان ہونے سے پہلے بڑی شان سے رہا کرتے تھے۔ جب ان کی سواری نکلتی تھی تو کچھ سوار آگے چلتے تھے اور کچھ پیچھے پیچھے۔ جب اسلام لائے تو انھوں نے اس شان سے رہنا چھوڑ دیا اور غریبوں کی طرح رہنا شروع کیا۔

رسولؐ پاک کے حکم سے مدینے میں اسلام سکھانے کے لئے گئے تو اُن کے بدن پر ایک پرانا کمبل ہوتا وہ بھی پھٹا ہوا ببول کے کانٹوں سے جُڑا ہوا آپؓ رات دن قرآن پڑھانے اور اسلام کی باتیں سکھانے میں لگے رہتے۔

حضرت مصعبؓ کی تبلیغ کا مدینہ میں یہ اثر ہوا کہ ایک ہی سال میں مدینے کی ہر گلی کوچے میں اسلام کی نورانی کرنیں پہنچ گئیں۔ مدینے کے لوگ اچھے تھے۔ اُن کو ہادی کی تلاش تھی۔ سچا ہادی انہیں مل گیا۔

۳۶۔ مدینے کے مسلمانوں کا پہلا عہد

مدینے میں اسلام کی خوب تبلیغ ہوئی دوسرے سال بارہ مسلمان مدینے سے حج کے دنوں میں رسولؐ پاک کی خدمت میں آئے۔ اُنھوں نے آپؐ سے ایک عہد کیا۔ اس عہد میں یہ پانچ باتیں تھیں:

(۱) ایک خدا کی عبادت کریں گے اُس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ مانیں گے۔

(۲) چوری نہ کریں گے بُرے کاموں سے بچیں گے۔

(۳) لڑکیوں کو قتل نہ کریں گے۔ اور نہ اُنھیں زندہ دفن کریں گے۔

(۴) کسی پر جھوٹا الزام نہ لگائیں گے اور نہ کسی کی چغلی کھائیں گے۔

(۵) ہم مدینے کے مسلمان ہر کام میں آپؐ کی مدد کریں گے۔

تاریخ والے اس عہد کو بیعت عُقبۂ اولیٰ کہتے ہیں۔ بیعت کے معنی ہیں اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دینا اور یہ پکّا عہد کر لینا کہ ہم اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں دے دینے کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ ان مسلمانوں نے بھی اپنا ہاتھ رسولؐ پاک کے ہاتھ میں دے کر یہ پکّا عہد کیا تھا اور اپنے آپ کو ہر طرح سے رسولؐ پاک کے حوالے کر دیا تھا اس لیے اس کا نام بیعت ہوا۔ عُقبہ ایک جگہ کا نام ہے،

جہاں یہ عہد ہوا تھا۔ اولیٰ کا مطلب ہے پہلی بیعت، چونکہ مدینے کے مسلمانوں نے رسولؐ پاک سے دو عہد کئے تھے اور یہ دونوں عہد ایک ہی جگہ کئے تھے اس لئے پہلے عہد کا نام بیعتِ عقبہ اولیٰ اور دوسرے عہد کا نام بیعتِ عقبہ ثانی مشہور ہے۔

۳۷۔ مدینے کے مسلمانوں کا دوسرا عہد

حضرت مُصعبؓ کی تعلیم کی وجہ سے مدینے کے لوگ اسلام کے شیدائی بن گئے۔ تیسرے سال ۷۳ مرد اور دو عورتیں مدینے سے حج کرنے کے ارادے اور رسولؐ پاک کے دیکھنے کی نیت سے مکے آئے۔ ان کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ آپ کو مدینے جانے کی دعوت دیں۔

اسلام کے شیدائیوں کی یہ جماعت مکے کے باہر عَقبہ کے مقام پر رات کے وقت رسول پاک سے ملی۔ آپؐ کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ حضرت عباسؓ

ابھی تک مسلمان نہیں ہوتے تھے، مگر ان کو اپنے بھتیجے سے محبت تھی اس لئے اُنھوں نے مدینے کے مسلمانوں سے کہا "تم کو معلوم ہے کہ مکّے کے لوگ محمدؐ کے جانی دشمن ہیں اگر تم اُن کے ساتھ کوئی عہد کرنا چاہتے ہو تو سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے، سوچ لو، سارے عرب کی مخالفت اپنے سر مول لینی ہے"

مدینے کے مسلمانوں نے حضرت عبّاس کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اُنھوں نے عرض کیا حضور آپؐ کچھ فرمائیں۔ رسولؐ پاک نے اُنھیں قرآن پڑھ کر سنایا جس سے ان کے ایمان میں اور زیادتی ہوئی پھر مدینے کے لوگوں نے دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض

کیا کہ "آپؐ مدینے چل کر ہمارے ساتھ رہیں تاکہ ہم اچھے اور نیک مسلمان بنیں۔ پھر رسولؐ پاک نے مدینے کے مسلمانوں سے یہ باتیں پوچھیں۔

(۱) کیا تم اسلام کے پھیلانے میں میری مدد کروگے؟

(۲) کیا تم مدینے میں میری اور میرے ساتھیوں کی ایسی حفاظت کروگے جیسی اپنے بال بچوں کی کرتے ہو؟ مدینے کے مسلمان بولے "ہمیں اس کا کیا بدلہ ملے گا؟" رسولؐ پاک نے فرمایا "اللہ کی خوشنودی اور جنت" پھر مسلمانوں نے پوچھا "حضور ہمیں بتادیں کہ ہمیں کبھی چھوڑ تو نہ دیں گے؟" آپؐ

نے فرمایا "نہیں میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اب سب مسلمانوں نے آپؐ کے سامنے اسلام کی حفاظت کا پکّا عہد کیا اور اس دوسرے عہد کا نام بیعت عَقبۂ ثانیہ ہے۔

٣٨- رسولؐ پاک کے قتل کے مشورے

مکّہ والوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ مدینے میں اسلام کا خوب چرچا ہو رہا ہے حبشیوں کے ملک کے علاوہ اب تو مسلمانوں کو خود عرب کے ملک میں امن کی جگہ مل گئی ہے تو وہ گھبرائے۔ ان لوگوں نے اندھیری راتوں میں خانہ کعبہ میں چھُپ چھُپ کر مشورے کئے کہ رسولؐ پاک کا کس طرح خاتمہ کر دیا جائے اور اسلام کو کیسے مٹایا جائے۔

مشورہ کرنے والوں میں سے ایک بوڑھا بولا " محمدؐ کو زنجیروں میں کس کر ایک اندھیرے مکان میں بند کر دیا جائے، اور

اس کے دروازے کو اینٹوں سے چن دیا جائے۔" ایک دوسرا بوڑھا بولا "محمدؐ کے قید ہونے کی خبر جب مسلمانوں کو ہوگی تو انھیں چھڑا لے جائیں گے اور پھر طاقت پاکر ہم سب کو فنا کردیں گے۔"

ایک دوسرا سردار بولا "محمدؐ کو کسی مست اونٹ پر سوار کرکے مکے سے نکال دو چاہے وہ جیتا رہے۔ چاہے مرجائے، ہمارا پیچھا تو چھوٹ جائے گا۔" ایک بوڑھا سردار کھڑا ہوا اور بولا "بھئی یہ تدبیر کچھ اچھی نہیں ہے، تم جانتے نہیں ہو کہ محمدؐ کی باتوں میں کتنا اثر ہے جس سے باتیں کرتے ہیں اپنا بنا لیتے ہیں۔ یہ جہاں جائیں گے

وہاں کے بسنے والے اُن کے ساتھ ہوجائیں گے۔ پھر تمہاری خیریت بھی نہیں ہے۔"

سب سے آخر میں ابوجہل بولا "یہ سب تدبیریں بےکار ہیں۔ میری رائے ہے":

۱۔ مکّے کے مشہور قبیلوں میں سے ایک ایک بہادر نوجوان چن لیا جائے۔

۲۔ یہ نوجوان رات کے اندھیرے میں محمدؐ کے گھر کو چاروں طرف سے گھیرلیں۔

۳۔ محمدؐ صبح کے وقت سویرے جب گھر سے نکلیں تو سب کے سب نوجوان

تلواروں سے حملہ کرکے اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کردیں۔

سب لوگوں نے ابو جہل کی اس تجویز کو مان لیا اور اُسی جلسے میں اس کام کے لئے نوجوان چن لئے گئے۔

۳۹- ہجرت

عقبہ کے دوسرے عہد کے بعد مکّے کے مسلمان مدینے جانے لگے۔ کیونکہ اب اسلام کا دیس مدینہ بن چکا تھا۔ اسلام کی تاریخ میں یہ دوسری ہجرت کہلاتی ہے۔ تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ پہلی ہجرت مسلمانوں نے حبشیوں کے ملک میں کی تھی۔ یہ دوسری ہجرت مدینے کو ہوئی اس ہجرت میں مسلمانوں نے اللہ کی راہ میں اپنے عزیز قریب چھوڑے۔ دولت اور مال چھوڑا مگر اللہ اور اس کے رسول کے وفادار رہے رسول پاک کے ایک ساتھی تھے جن

کا نام حضرت صہیبؓ رومی تھا۔ جب یہ ہجرت
کر کے مدینے کو چلے تو مکہ والوں نے
انھیں گھیر لیا اور کہا "جب تو مکّے میں
آیا تھا تو کنگال تھا۔ یہاں رہ کر تو نے بہت
دولت کمائی ہے۔ یہاں سے اب مدینے
جا رہا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنا مال بھی ساتھ
لے جائے۔ ہم ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے"
حضرت صہیبؓ نے سارا مال ان لوگوں
کو دے دیا اور خالی ہاتھ مدینے چل دئیے
اسی طرح مکّے میں ایک مسلمان خاندان
تھا۔ میاں بیوی اور ایک بچی یہ تینوں اونٹ
پر سوار ہو کر مدینے چلنے لگے، مکّے کا ایک
شخص آیا، اس نے اونٹ کو روک کر کہا "تم

جا سکتے ہو۔ ہماری بچیاں نہیں جا سکتی ہیں۔"
اس شخص نے اس مسلمان کی بیوی اور بچی
کو روک لیا۔ وہ مسلمان اسلام کے حکم کی
فرماں برداری کرتے ہوئے بیوی اور بچی کو
چھوڑ کر مدینے پہنچا۔ اس مسلمان کی بیوی اور
بچی جب تک مدینے نہ پہنچیں روتی رہیں۔

۴۰۔ رسولِ پاک کے گھر کا محاصرہ

وہ وقت آن پہنچا جب مکّہ کے پجاری اپنی تجویز کے مطابق توبہ توبہ رسولؐ پاک کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ پجاریوں نے آپؐ کے گھر کو گھیر لیا۔ وہ چاہتے تھے کہ صبح سویرے جب آپؐ نماز کے لئے گھر سے نکلیں تو آپؐ کا کام تمام کر دیں جب اسلام کے سکھانے والے کا خاتمہ ہو جائے گا تو اسلام آپ ہی مٹ جائے گا۔

چاند پر کوئی دھول پھینکے تو چاند کی نورانی روشنی کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچتا

سورج کی روشنی کو کوئی روکنا چاہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ اس کی تیز کرنیں رک جائیں؟

بس یہی مثال اسلام کی سمجھو۔ کافر اپنے خیال میں چاہتے تھے کہ رسولؐ پاک کو قتل کر کے اسلام کا خاتمہ کر دیں۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکے اور نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ اللہ اپنے رسولؐ کی حفاظت کرنے والا تھا۔ اللہ کی حفاظت کافروں کی چھپی ہوئی تجویزوں سے زیادہ مضبوط تھی۔

اللہ نے قرآن میں صاف صاف کہدیا ہے کہ "کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور "اسلام" کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا، چاہے

یہ بات کافروں کو بُری کیوں نہ لگے۔

غرض کہ اللہ میاں نے اپنے رسولؐ کو کافروں کی اس تجویز کی خبر دے دی۔ آپؐ نے اپنے چچیرے بھائی اور اپنے پیارے دوست حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سُلایا اور انھیں یقین دلایا کہ کوئی ڈر کی بات نہیں ہے۔ اللہ بچانے والا ہے۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو سمجھایا کہ جن لوگوں کی امانتیں ہیں وہ اُنھیں لوگوں کو دے دیں۔ حضرت علیؓ رسولؐ پاک کے بستر پر رات بھر چادر تان آرام سے سوتے رہے۔

رسولؐ پاک پورے اطمینان کے ساتھ قرآن پڑھتے ہوئے کافروں کے بیچ میں

سے نکل گئے۔ اُنھوں نے آپ کو دیکھا تک نہیں۔

رسولؐ پاک اپنے پیارے دوست حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے۔ وہ پہلے ہی سے ہجرت کے لئے بالکل تیار بیٹھے تھے۔ اب یہ دونوں اللہ کے پیارے رات کے اندھیرے میں مکے سے نکلے۔ مکے سے پانچ میل دور ایک غار ہے جس کا نام ثور ہے اس جگہ پہنچے۔

۱۴۔ رسولؐ پاک اور حضرت ابوبکرؓ کا غار میں چھپنا

جب دونوں دوست غار کے پاس پہنچے تو پہلے حضرت ابوبکرؓ نے غار میں جاکر اُسے اچھی طرح صاف کیا اور اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کر دیئے۔ پھر رسولؐ پاک کو اندر لے گئے۔ اسلام کے یہ سورجؐ اور چاندؓ اسی غار میں تین دن تک چھپے رہے حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اسماء، اللہ کے دونوں پیاروں کو کھانا پہنچا دیتیں۔ یہ بچی بڑی بہادر تھی۔ رسولؐ

پاک اور اسلام سے اسے بڑی محبّت تھی۔

اب اِدھر مکّے کی حالت دیکھو۔ کافروں نے دیکھا کہ رسولؐ پاک صبح کی نماز کے لئے باہر نہیں نکلے تو وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور اُن سے پوچھنے لگے "محمد کہاں ہیں؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا "مجھے کیا معلوم؟" کافر حضرت علی پر ٹوٹ پڑے اُن کو مارا پیٹا اور پکڑ کر خانۂ کعبہ میں لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد چھوڑ دیا۔

پھر حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچے۔ حضرت ابو بکرؓ نہ ملے تو بہت گھبرائے۔ کبھی اِدھر بھاگتے کبھی اُدھر دوڑتے۔ کافروں نے مکے

کے کونے کونے کو تلاش کر ڈالا کہ کہیں
رسولؐ پاک مل جائیں تو بس توبہ توبہ آپؐ
کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں۔ پھر جنگل کی
طرف نکل کر آپ کو تلاش کرنا شروع
کیا اور کئی بار غار ثور کے منہ پر بھی پہنچے
مگر جس کی اللہ حفاظت کرے اُس کو کون
نقصان پہنچا سکتا ہے؟ اللہ نے کسی مکڑی
کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ اس غار
کے منہ پر جالا بنائے اور ایک کبوتر کے
جوڑے کو سکھایا کہ وہ اس جالے کے
پاس انڈے دے دے۔ چنانچہ ایسا
ہی ہوا۔ کافر آئے اُنھوں نے سمجھا کہ ایسی
جگہ کون چھپ سکتا ہے؟ جہاں مکڑی کا

جالا تنا ہو اور کبوتر کے انڈے رکھے ہوں
بت پرست اپنا پورا زور اسلام کے
سکھانے والے کے مٹانے کے لئے لگا
رہے تھے اور اسلام کے سکھانے والے کی
حفاظت کا سامان اللہ نے مکڑی اور کبوتر
کے جوڑے کے ذریعے کر دیا تھا۔ سوچو تو
بھلا اس میں کیا حکمت تھی؟ اس میں یہ
حکمت کہ اللہ اپنے دین کی مدد کے لئے
دین کے بڑے بڑے مغرور اور گھمنڈ والے
دشمنوں کو ننھی حقیر سی چیزوں سے شکست
دے دیتا ہے۔ جب کبھی مقابلہ، سچائی
اور جھوٹ میں ہوا ہے ایسا ہی ہوا ہے۔
جب کافر غار کے دروازے پر پہنچے

تو حضرت ابوبکرؓ نے رسولؐ پاک سے کہا" کافر آ پہنچے"۔ رسولؐ پاک نے فرمایا" ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ دیکھا! کس بہادری سے رسولؐ پاک فرماتے ہیں۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے، آپ کو پکّا یقین تھا کہ یہ کافر کچھ نہیں کر سکتے۔ اسلام ساری دنیا میں پھیل کے رہے گا۔ رسولؐ پاک کافروں کی کوششوں کو ایک تنکے کے برابر بھی نہیں سمجھتے تھے تم پڑھ آئے ہو کہ تیرہ سال لگاتار دن رات مکے میں جو بتوں کے پجاریوں کا ایک مضبوط قلعہ تھا، آپؐ نے توحید کا اعلان کیا۔ انہیں کوئی چیز نہ ڈرا سکی تو آج آپؐ کو کون سی چیز ڈرا سکتی تھی؟ جو اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ

اُس کا ہوتا ہے۔ تم بھی آزما کر دیکھو۔ پیغمبر جو
اللہ کے ہو جاتے ہیں اللہ بھی ان کا ہو جاتا
ہے۔ پھر اُنھیں کیا ڈر ہو سکتا ہے؟

۴۲۔ رسولؐ پاک کی مدینے کو روانگی

مکے کے کافر بہت بھاگے دوڑے آخر ہار کر بیٹھ گئے، تیسرے دن رسولؐ پاک اور حضرت ابوبکرؓ رات کے اندھیرے میں غار سے نکلے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسی سفر کے لئے دو تیز اونٹنیاں تیار کر رکھی تھیں۔ دونوں اللہ کے پیارے ان پر سوار ہوئے، راستہ بتانے کے لئے ایک آدمی ساتھ لیا۔ وہ راستہ بتاتا جاتا تھا۔ کافروں نے رسولؐ پاک کو پکڑنے کے بڑے بڑے انعام مقرر کر رکھے تھے۔ غار سے نکلنے کے بعد ایک سراد

نے آپؐ کو دیکھ لیا۔ اس نے انعام حاصل کرنے
کے لئے آپؐ کا پیچھا کیا مگر جب اس نے
رسول پاک کی پیاری پیاری باتیں سنیں
تو وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کے
قبیلے کے ستّر آدمی بھی اسلام لے آئے
اس نے اپنی پگڑی اتار کر اس کا جھنڈا بنا لیا
اور آپؐ سے آگے آگے چل کر لوگوں کو
راستے میں آپؐ کے آنے کی خبر دیتا جاتا
تھا۔ دیکھا! یہ تھوڑی دیر پہلے جانی دشمن
تھا، اب آپؐ کا سچا جاں نثار بن گیا۔ اسے
کہتے ہیں سچائی۔

آٹھویں دن رسولؐ پاک اور حضرت ابو بکرؓ
مدینے پہنچے، مدینے کے لوگ رسولؐ پاک

کے آنے کے انتظار میں تھے، روز صبح کے
وقت شہر سے باہر آتے۔ دوپہر تک راہ
دیکھ کر اپنے گھروں کو چلے جاتے۔
مدینے کے باہر ایک چھوٹی سی بستی تھی
اس کا نام قبا ہے۔ رسولؐ پاک اس جگہ ۱۴
دن تک رہے۔ سارے مسلمان رسولؐ پاک
کو دیکھنے کے لئے اس جگہ آتے۔ حضرت علیؓ
مکّے میں لوگوں کو امانتیں دے کر یہیں آپؐ
سے آکر ملے۔

۴۳۔ رسولؐ پاک کا مدینے میں استقبال

چودہ دن آپؐ قبا میں رہے۔ پندرھویں دن جو جمعہ کا دن تھا آپؐ مدینے میں داخل ہوئے، مدینے کے راستے لوگوں سے بھرے ہوئے تھے۔ مکانوں کی چھتیں رسولؐ پاک کی زیارت کرنے والوں سے پٹی ہوئی تھیں بڑے بوڑھے، نوجوان، بچے، عورتیں، مرد سب کے سب آپ کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنا چاہتے تھے۔ اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے تھے۔ اللہ کا شکر کر رہے

تھے کہ رسولؐ پاک ہمارے دیش میں آگئے
ننھے مُنّے بچّوں کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانا
ہی نہ تھا۔ وہ اُچھل رہے تھے، کود رہے
تھے اور ٹولیاں بنا بنا کر خوشی کے گیت گا
رہے تھے۔ بس یوں سمجھو کہ آج کا دن اُن
کے لئے عید کا دن تھا۔ وہ سب آپؐ کی
محبت میں مگن تھے۔

رسولؐ پاک نے مدینے کے بچّوں سے
پوچھا "کیا تم مجھ سے محبّت رکھتے ہو؟"
بس پھر کیا تھا۔ سب کے سب بول اُٹھے:
"آپؐ تو ابا اماں سے بھی بڑھ کر پیارے
ہیں" رسولؐ پاک نے فرمایا "میں بھی تم سے
محبّت رکھتا ہوں اور پیار کرتا ہوں

۴۴۔ رسولؐ پاک کا مدینے میں پہلا وعظ

تم پڑھ چکے ہو کہ آپ جمعہ کے دن مدینے میں داخل ہوئے۔ پہلا جمعہ رسولؐ پاک نے مسلمانوں کے ساتھ مدینے میں پڑھا۔ اُس وقت سے آج تک مسلمان شہر کی سب سے بڑی مسجد میں جمعہ کی نماز بڑی شان سے ادا کرتے ہیں۔ نماز سے پہلے امام کچھ وعظ کہتا ہے، جسے جمعہ کا خطبہ کہتے ہیں۔

رسولؐ پاک نے اس پہلے جمعہ میں جو

خطبہ دیا تھا وہ یہاں لکھا جاتا ہے۔ رسولؐ
پاک نے پہلے اللہ کی بڑائی بیان کی پھر آپؐ
نے فرمایا" اسی اللہ نے محمد کو ہدایت روشنی
اور اچھی باتوں کے ساتھ ایسے وقت میں
بھیجا جب کہ بہت دنوں سے کوئی رسول
دنیا میں نہیں آیا اور جہالت اور تاریکی بہت
بڑھ گئی تھی" پھر آپؐ نے مسلمانوں کو اچھے
بننے کی نصیحتیں کیں۔ آپؐ نے فرمایا" میں
تمہیں نصیحت کرتا ہوں سب سے اچھی
نصیحت جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو
کر سکتا ہے وہ اپنی اصلاح کی نصیحت ہے،
لوگو! جن باتوں سے اللہ نے بچنے کو کہا ہو
اُن سے دور رہو۔ جن باتوں کے کرنے

کو کہا ہے ان کو کرو۔"

اس جمعہ کی نماز میں ایک سو مسلمان تھے سوچو تو کیسا اچھا جمعہ ہوگا۔ کیسے اچھے نمازی تھے جنھوں نے پہلا جمعہ پیارے رسول کے ساتھ پڑھا تھا۔ اور پیاری پیاری نصیحتیں آپؐ کی پیاری زبان سے سنیں، ہاں وہ لوگ بڑے خوش نصیب تھے۔ ہم خوش نصیب اُس وقت ہو سکتے ہیں جب اِسی اسلام کو لوگوں تک پہنچائیں۔

۴۵۔ رسولؐ پاک کا مدینے میں قیام

جب رسولؐ پاک مدینے میں داخل ہوئے تو ہر ایک مسلمان یہی چاہتا تھا کہ آپؐ اُسی کے گھر اُتریں۔ آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپؐ چاہتے تھے کہ جہاں یہ اونٹنی آپؐ ہی آپ بیٹھ جائے گی بس وہیں آپؐ اُتر پڑیں۔ رسولؐ پاک کی اونٹنی ایک کھلے میدان میں بیٹھ گئی۔ یہ میدان دو یتیم بچوں کا تھا۔ یتیم بچے یہ میدان آپؐ کو مفت دینے لگے۔ مگر آپؐ نے اُس کی قیمت یتیم بچوں کو دے دی۔

پھر اُسی جگہ رسولؐ پاک نے ایک مسجد

بنائی جو مسجد نبوی کے نام سے مشہور ہے، یہ
مسجد شروع میں کچّی بنائی گئی تھی اس کی چھت
کھجور کے پتّوں کی تھی۔ آپؐ اور آپؐ کے
ساتھیوں نے اس مسجد کو اپنے ہاتھوں سے
بنایا تھا، آپؐ کی وفات کے بعد یہ مسجد پکّی
بنائی گئی، اس وقت یہ مسجد دنیا کی خوبصورت
مسجدوں میں سے ایک ہے۔

جس وقت رسولؐ پاک اور مسلمان یہ
مسجد بنا رہے تھے، آپؐ اس مسجد کے
لئے خود اینٹیں اور گارا اُٹھا اُٹھا کر لاتے
آپؐ اور مسلمان ایک دُعا پڑھ رہے تھے۔
جس کا اُردو میں مطلب یہ ہے :-

"اے خدا آخرت کی بھلائی ہی اصلی

بھلائی ہے تو انصار اور مہاجرین کی مدد کر"
رسولؐ پاک کی مسجد کے پاس دو تین گھر آپؐ کی بیویوں کے لئے بنائے گئے تھے مسجد کے آگے ایک جھونپڑا بنایا گیا تھا۔ جہاں غریب مسلمان رہتے تھے۔ جنہیں "تاریخ والے اصحاب صفہؓ (جھونپڑے والے) کہتے ہیں۔
جب مسجد نبویؐ بن گئی تو پانچوں وقت اس میں نماز ہونے لگی۔ سب سے پہلے یہ بات پیش آئی کہ مسلمانوں کو نماز کے وقت کی خبر کیسے دی جائے؟ کئی تجویزیں پیش ہوئیں، اسی رات حضرت عمرؓ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اذان کہہ رہا ہے حضرت عمرؓ نے یہ خواب رسولؐ پاک کو بتایا۔ آپ

نے اسے پسند فرمایا۔ آپؐ کے ایک اور ساتھیؓ
نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا۔ اسی دن سے
نمازوں میں بلانے کے لئے اذان دی جاتی
ہے۔ جو تمہیں یاد ہوگی۔
تم پانچ وقت دن میں مسجدوں میں مؤذن
(اذان دینے والے) کو اذان دیتے ہوئے
سُنتے ہو۔ مؤذن خالی نمازیوں کو بُلاتا ہی
نہیں بلکہ دن میں پانچ مرتبہ اللہ کی توحید،
اسلام اور رسولؐ پاک کی سچائی کا زور زور
سے اعلان کرتا ہے۔

۴۶۔ مسلمانوں کا بھائی چارا

جن مسلمانوں نے اللہ کی راہ میں اپنا دیس گھربار، رشتے دار چھوڑے وہ مہاجر کہلائے مدینے کے جن مسلمانوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کی مدد کی وہ انصار کہلائے، یعنی مدد کرنے والے۔

رسول پاک نے مسلمانوں میں بھائی چارا قائم کیا۔ وہ اس طرح کہ ایک مسلمان انصار میں سے لیا اور دوسرا مہاجرین میں سے ان دونوں کا بھائی بھائی بنا دیا۔ رسولؐ پاک کے بنائے ہوئے بھائیوں میں سگے بھائیوں سے بڑھ کر محبت اور پیار تھا۔

مکّے کے مسلمان اپنا مال و دولت چھوڑ کر مدینے آئے تھے۔ اس لئے مدینے کے مسلمانوں نے ان کی مہمان داری اور ہر طرح کی مدد کی اور انھیں اپنی جائدادوں اور گھروں میں سے آدھے آدھے حصے دینے چاہے۔ مگر مہاجرینؓ اس کے لئے تیار نہ تھے۔ کیونکہ وہ محنت کر کے اپنا گذارنا چاہتے تھے۔ اللہ نے اُن کی محنتوں میں برکت دی۔ تھوڑے ہی دنوں میں مکے کے مسلمان یعنی مہاجر بڑے مالدار ہو گئے۔ تجارت کر کے اُنھوں نے اپنا گذارہ بھی کیا اور اسلام کی خدمت بھی کی۔

اسلام کے اس بھائی چارے پر مسلمانوں کو ناز ہے۔ یہ فخر صرف اسلام ہی کو حاصل

ہے کہ وہ غیروں کو اپنا بنا دیتا ہے۔ ایسی محبت اور پیار کی باتیں تم کو کسی اور مذہب میں نہ ملیں گی۔ اسلام میں ذات پات کالے گورے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ اسلام میں سب بھائی بھائی ہیں۔ تم خود رات دن پانچوں وقت مسجدوں میں یہ بھائی چارہ دیکھ سکتے ہو۔

اسلام میں امیری غریبی کا کوئی قصّہ ہی نہیں ہے۔ اسلام میں سب سے اچھّا وہ ہے جو اپنے پیدا کرنے والے پالنے والے اللہ کے حکموں کا سب سے زیادہ پابند ہو۔ باقی اس کو شریف نہ کہیں گے جو بس یہ کہتا پھرے کہ میرے

باپ دادا بڑے شریف تھے۔ ہاں یہ آدمی بھی شریف ہو سکتا ہے اگر وہ اسلام کو سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہو۔ اور اس کے حکموں پر عمل کرتا ہو۔

۴۷۔ مدینے کا اچھا زمانہ

مدینے میں رسولؐ پاک نے مسلمانوں کے رہنے سہنے کے انتظام سے فارغ ہونے کے بعد اپنے دیس کی بھلائی کی تدبیریں سوچیں تم پڑھ چکے ہو کہ مدینہ رسولؐ پاک کے آنے سے پہلے ہر طرح سے بُری حالت میں تھا، آئے دن یہاں کے بسنے والے بیماریوں میں پھنسے رہتے تھے۔ اس سے بڑھ کر ان میں ایک بیماری تھی۔ وہ بہت بری بیماری ہے، اللہ اُس سے قوموں اور ملکوں کو بچائے۔ تم پوچھو گے وہ بیماری

کیا تھی ؟ وہ نا اتفاقی تھی۔ بیماری سے تو بس
تھوڑے بہت آدمی مرجاتے ہیں۔ مگر کمبخت
نا اتفاقی سے قومیں تباہ و برباد ہوجاتی ہیں
ملک ویران ہوجاتے ہیں۔ لینے والے کنگال
ہوجاتے ہیں، رفتہ رفتہ غیروں کی غلامی
میں پھنس جاتے ہیں۔ تم بڑے ہوکر یہ ساری
باتیں تاریخ کی کتابوں میں پڑھوگے۔

مدینے کی بستی میں بھی یہ بیماری زوروں
پر تھی، اللہ نے اس بیماری کو اپنے رسولؐ
کی برکت اور کوششوں سے دفع کیا۔ آپؐ
سے بڑھ کر آج تک دنیا میں اتفاق پیدا
کرنے والا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ آپؐ ہمیشہ
یہ چاہتے تھے کہ سارے ملکوں کے لوگ

امن ، آرام اور چین سے رہیں۔

مدینہ جہاں مختلف قبیلے اور قومیں رہتی تھیں ، رسولؐ نے ان میں ایکا پیدا کرنے کی بات چیت کی - ان سب کو ایک عہدنامہ کے لئے تیار کیا۔ یہ معاہدہ ایسا تھا کہ اس نے مدینے کے سارے بسنے والوں کو ایک قوم جیسا بنا[illegible] تم آگے چل کر پڑھو گے کہ یہودیوں کے علاو[illegible] سب لوگوں نے عہدنامے کی پابندی کی۔[illegible] یہودی ہیں ہی کچھ ایسے کہ کسی ملک میں امن [illegible] اور چین سے نہیں رہ سکتے ، ہوتا یہ ہے [illegible] لوگوں کو قرض دے دے کر ان کی کما[illegible] سمیٹ لیتے ہیں اور پھر روپئے پیسے کے ز[illegible] سے ملک کے انتظام میں چوری چھپے خرا[illegible]

پیدا کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اس وجہ سے
یہ قوم ملکوں سے نکالی جاتی ہے۔ تم بڑے
ہوکر اس قوم کے حالات پڑھوگے۔

یوں بھی اس قوم کی کہیں حکومت نہیں ہے
یہ بڑی عجیب قوم ہے۔ تم پوچھوگے کیوں؟ اس
لئے کہ اس قوم نے اللہ کے رسولوں کو بڑی
بڑی تکلیفیں دیں اور قتل کیا۔ رسولؐ پاک نے
ایسی جاہل اور اُجڈ قوم کو ایک عہد نامے کے
لئے تیار کیا۔ اس عہد نامے کی بڑی بڑی
باتیں یہ تھیں۔

۱۔ یہودی اپنے دین پر رہیں گے اور مسلمان
اسلام پر قائم رہیں گے۔

۲۔ اگر یہودیوں پر کوئی حملہ کرے گا تو

مسلمان اُن کی مدد کریں گے۔

۳۔ مدینے پر کوئی چڑھ آئے گا تو دونوں مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔

۴۔ جب کسی سے صلح کریں گے تو مسلمان اور یہودی مل کر کریں گے۔

۵۔ مدینہ یہودیوں اور مسلمانوں دونوں کے لئے عزّت کی جگہ ہوگی۔

۶۔ مسلمانوں اور یہودیوں کے جھگڑے رسولؐ پاک طے کریں گے۔

اس عہدنامے کو مسلمانوں نے اچھی طرح طرح نباہا۔ مگر یہودیوں نے اسے اپنی شرارت کی وجہ سے توڑ ڈالا۔ ان کے ساتھ وہی ہوا جو ان کی شرارت کے بدلے میں ہونا چاہئے

تھا۔ یعنی مدینے سے نکالے گئے۔ اس کے بعد مدینے والے امن سے رہنے لگے، مدینے میں اسلام اچھی طرح پھیلنے لگا۔ مدینہ اسلام کا مضبوط قلعہ بن گیا۔ سارے ملک عرب نے جان توڑ کوششیں کیں کہ اسلام کا یہ قلعہ گرادیں مگر انہیں ناکامی ہوئی، اسلام اب ایک سخت چٹان کی طرح تھا کہ جو طاقت اس سے ٹکراتی وہ پاش پاش ہوجاتی۔

۴۸۔ مکّے والوں کی مدینے پر چڑھائی

تم سمجھتے ہو گے کہ مکّے کے بت پرستوں نے مکہ چھوڑنے کے بعد رسولؐ پاک کو مدینے میں چین سے رہنے دیا ہو گا۔ سینکڑوں میل دوری پر مدینے میں بھی ان لوگوں نے مسلمانوں کو چین نہ لینے دیا۔ مکّے والے چاہتے تھے کہ رسولؐ پاک کو اور مسلمانوں کو دنیا میں کہیں بھی پناہ نہ ملے۔ مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا اور وہ ہو کر رہا۔

مکّے والوں نے جس طرح حبشیوں کے بادشاہ کے پاس اپنے آدمی بھیجے تھے کہ ہمارے آدمی واپس کر دو۔ اسی طرح پہلے تو انھوں

نے مدینے کے یہودیوں اور سرداروں کو یہ لکھا کہ " ہماری قوم کے جو لوگ تمہارے شہر میں آکر بسے ہیں انھیں اپنے شہر سے نکال دو نہیں تو ہم تمہارے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے "۔ مگر جب اس میں مکے والوں کو کچھ کامیابی نہ ہوئی تو مستقل جنگ کی تیاری کی۔

مکے والوں نے فوجیں تیار کیں۔ اسلام کے مٹانے کا پکا ارادہ کر لیا۔ اوّل اوّل تو مکّے والوں نے چھاپے مارنے شروع کیے چوری چھپے آآکر مدینے والوں کے جانور اڑا کر لے جانے لگے، اس کے بعد اُنھوں نے بڑا لشکر لاکر مسلمانوں کو مٹانا چاہا مگر وہ آپ

ہی آپ مٹ گئے۔ مسلمانوں کی فوج میں کل
تین سو تیرہ آدمی تھے اور مکّے والے ایک
ہزار تھے۔ مگر جب مقابلہ ہوا تو اسلام کی جیت
ہوئی اور اسلام کا جو سب سے بڑا دشمن
ابوجہل تھا وہ بھی اس لڑائی میں مارا گیا۔

۴۹ - اسلام کے خلاف سازش

پہلے مقابلے میں جب مکّے والوں کو ناکامی ہوئی تو اُنھوں نے سارے عرب میں اسلام کے خلاف سازشیں کرنا شروع کیں ہجرت کے پانچویں سال مکّے کے لوگ عرب کے دوسرے قبیلے اور مدینے کے یہودی سب مسلمانوں کو نیست نابود کرنے کی غرض سے ایک بڑا لشکر لے آئے۔

مسلمانوں نے اس سازش کا مقابلہ بڑی تدبیر کے ساتھ کیا۔ مدینے کے چاروں طرف خندق کھودی، تاکہ دشمنوں کا لشکر شہر میں نہ گھس سکے۔ مسلمانوں نے یہ خندق بڑی محنت

سے تیار کی تھی، رسولؐ پاک بھی اس خندق کے کھودنے میں شریک تھے اور سب سے زیادہ کام کرتے تھے۔

مسلمانوں نے خندق کھودتے وقت رسولؐ اللہ سے درخواست کی کہ ہمیں اس وقت کے مناسب کوئی دعا سکھایئے۔ رسولؐ پاک نے دعا سکھائی، جس کو مسلمان ایک جنگی ترانے کی طرح پڑھتے جاتے تھے۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے "اے اللہ ہمارے عیبوں کو چھپا اور ہمارے دلوں کا درد دور کر" یہ دعا بھی کرتے جاتے تھے۔

"اے اللہ اگر تیری مہربانی نہ ہوتی تو ہم نہ ہدایت پاتے نہ صدقہ خیرات دیتے نہ

نماز پڑھتے۔ اے اللہ تو ہم پر اطمینان نازل کر
کہ جب اسلام کے دشمن سامنے آئیں تو ہم
ثابت قدم رہیں۔ ہمارے دشمن ہمارے خلاف
زیادتی کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں،
وہ ہم کو تکلیفیں دے کر اسلام سے پھیرنا چاہتے
ہیں اور ہم ہرگز ایسا نہیں چاہتے۔"

خندق کھودتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مسلمانوں کے لئے اللہ سے دعا مانگتے
جاتے تھے " اے اللہ مہاجرینؓ و انصار پر
برکت نازل کر۔" خندق کھودتے کھودتے ایک
سخت چٹان نکل آئی جو کسی سے ٹوٹ نہ سکتی تھی
رسولؐ پاک سے عرض کیا گیا تو آپ نے ایک
کدال ہاتھ میں لے کر بڑے زور سے اس پر

مارا۔ چٹان کا ایک تہائی حصّہ ٹوٹ گیا اور ایک روشنی نکلی اس پر آپ نے فرمایا :۔ "شام۔ روم۔ اور یمن میں اسلام پھیلے گا" اس کے بعد اس کے باقی حصّے ٹوٹے ان سے بھی ایک روشنی نکلی، آپؐ نے فرمایا :۔ "ایران میں اسلام پہنچے گا"

خندق تیار ہو چکی، چوبیس ہزار دشمن کے لشکر نے مدینے کے باہر ڈیرے ڈال دیئے۔ شہر کے اندر یہودی طرح طرح کی باتیں بنا کر مسلمانوں کو آزار دیتے رہے۔ مگر مسلمانوں کی ہمّت میں کچھ فرق نہ آیا اور بڑی مضبوطی سے سب کا مقابلہ کرتے رہے۔ حضرت علیؓ نے اس لڑائی میں بڑی بہادری کے کام کیئے

ایک مہینے تک چوبیس ہزار آدمیوں کا لشکر مدینے کے باہر پڑا رہا وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح شہر میں گھس کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کر ڈالے مگر خدا اپنے پیارے بندوں کی حفاظت کرتا ہے ۔ اس نے اپنی قدرت سے ایک رات ایسی زور کی آندھی چلائی کہ دشمنوں کے خیمے اُلٹ گئے ، ان کے کپڑے اُڑ گئے اور تمام لشکر کی آگ بجھ گئی اور سب کافر راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے ۔

اس ناکامی کے بعد انھوں نے ایک اور شرارت کی کہ کچھ لوگ رسول پاک کے پاس آکر کہتے کہ ہمارے قبیلے کے لوگ اسلام سیکھنے کے لئے تیار ہیں ، کچھ مسلمان ہمارے ساتھ

کردیجئے تاکہ وہ چل کر اسلام سکھائیں۔

رسولؐ پاک اور مسلمان تو یہ بات چاہتے ہی تھے۔ اسلام سکھانے کی امید پر مسلمان جاتے مگر دھوکے باز کافر انھیں شہید کرڈالتے

اس طرح دھوکے اور دغا سے رسولؐ پاک کے بڑے بڑے ساتھی شہید کئے گئے، ایک دفعہ دس مسلمان شہید کئے گئے اور دوسری دفعہ ستر اسلام کے چنے ہوئے لوگ جان سے مار ڈالے گئے۔

۵۰۔ مکے والوں کی ناکامی

مکّے والوں کو اللہ نے ہر وقت شکست دی۔ حبشیوں کے ملک میں اُن کی ہار ہوئی۔ مکّے میں اسلام کے مقابلہ میں انھیں شکست ہوئی۔ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ مگر مسلمانوں نے انھیں سہا۔ رسولؐ پاک کو طرح طرح سے ستایا گیا۔ آپ کی ہنسی اُڑائی گئی۔ ڈرا گیا، ڈھمکایا گیا۔ دنیا کا لالچ دیا گیا آخر میں آپ کے قتل کے مشورے کرکے طے کر چکے تھے کہ توبہ توبہ آپؐ کو قتل کر ڈالیں۔ اسی مقصد سے

اُنھوں نے رسولؐ پاک کے گھر کو گھیر لیا تھا۔ اس میں بھی اللہ نے انھیں ناکام رکھا۔

مدینے میں رسولؐ پاک اور مسلمانوں کا پیچھا کیا گیا۔ پھرُ لشکر لاکر مسلمانوں اور اسلام کو ہمیشہ کے لئے مٹا دینا چاہا۔ اللہ نے اس ارادہ میں بھی انھیں ناکام رکھا اور اسلام کا سب سے بڑا دشمن بُری طرح مارا گیا اور وہی ہوکر رہا جو اللہ چاہتا تھا یعنی یہ کہ اسلام اول تمام عرب میں پھیلا اور پھر اپنی نورانی کرنوں سے تمام دنیا کے ذرّے ذرّے کو چمکا دیا۔

---

۵۱ - حُدیبیہ کا عہد نامہ

ہجرت (مدینے میں آنے) کے چھٹے سال رسولؐ پاک نے خانہ کعبہ کی زیارت کرنی چاہی چنانچہ رسولؐ پاک اور چودہ سو مسلمان قربانی کے جانور لے کر مکے کو روانہ ہوئے۔ مسلمانوں نے ہتھیار بھی ساتھ نہیں لئے تھے جن سے کفار مکہ کو لڑائی کا اندیشہ ہوتا اور ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے دشمن بھی آتے تو ان کی روک ٹوک نہ کی جاتی تھی۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ حج کے مہینوں میں لڑائی لڑنا عربوں کے نزدیک

بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا۔

مگر اس موقع پر مکے والوں کو جب معلوم ہوا کہ رسولؐ پاک خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آ رہے ہیں تو نو میل کے فاصلے پر پہنچ کر آگا جا باندھا اور مقام حُدیبیہ میں ایک دم سے آپؐ کو مکے جانے سے روک دیا آپؐ اور آپؐ کے ساتھی سب کے سب احرام باندھے ہوئے تھے۔

رسول پاک نے دو مسلمانوں کو مکے کے پُجاریوں کے پاس بھیجا کہ انھیں سمجھائیں کہ مسلمانوں کے آنے کا مقصد صرف خانہ کعبہ کی زیارت ہے۔ اس

کے سوا اور کچھ نہیں۔ مگر مکے کے پجاریوں نے دونوں مسلمانوں کو قید کرلیا۔ اس کے بعد یہ مشہور ہوگیا کہ وہ دونوں قتل کر دیئے گئے۔ اب رسولؐ پاک نے مسلمانوں سے بیعت لی۔ یعنی اس بات کا پکّا اقرار اُن سے کرلیا کہ اسلام کی خاطر ہم اپنی جان اور مال سب کچھ دے دیں گے۔ تمام مسلمانوں نے بڑی خوشی سے یہ پکّا اقرار کیا۔

کافروں نے جو دیکھا کہ مسلمان رسولؐ پاک کے سچّے جاں نثار ہیں۔ اگر کوئی لڑائی ہوئی تو ہم پس جائیں گے۔ اُنھوں نے حدیبیہ کے مقام پر ایک عہد نامہ کیا۔ اس

عہد نامہ کا نام "صلح نامہ حدیبیہ" ہے۔ رسولؐ پاک دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے مکّے کے بت پرستوں نے عہد نامے میں جو شرطیں رکھیں سب آپؐ نے قبول کرلیں۔ آپ سارے جہان کے لئے رحمت تھے، آپؐ لوگوں کی جانوں کا تباہ ہونا اچھا نہ سمجھتے تھے، اس لئے آپؐ نے لڑائی کے مقابلے میں صلح کو پسند کیا اس صلح نامے کی یہ شرطیں تھیں :-

۱- مسلمان اس سال حج نہ کریں لوٹ جائیں۔

۲- اگلے سال حج کریں۔ مگر مکّے میں

تین دن سے زیادہ نہ رہیں۔

۳۔ مکے کا کوئی آدمی مسلمان ہو کر مدینے چلا جائے تو اسے مدینے میں نہ رہنے دیا جائے بلکہ مکے والوں کو واپس کردیا جائے اور کوئی مسلمان مکے میں آجائے یا مکے میں موجود ہو تو مکے والے اُسے نہ دیں گے۔

۴۔ عرب کے باقی قبیلے اگر مسلمانوں کے طرفدار بننا چاہیں تو وہ مسلمانوں کے ساتھی سمجھے جائیں اور اگر مکے والوں کے طرفدار ہوئے تو مکے والوں کے ساتھی ہوں گے۔

رسولؐ پاک اور مسلمان اس عہدنامہ پر

ہر طرح قائم رہے ۔ اس عہدنامہ کا فائدہ یہ
ہوا کہ دو سال تک عرب کے بسنے والوں
کو سوچنے سمجھنے کا موقع ملا۔ اُنھوں نے
اسلام کو سمجھنے کی کوشش کی ۔ اسلام کے
خلاف عربوں کے خیالات جو پہلے تھے اب
وہ نہ رہے اور کچھ کچھ بدلنے لگے ۔ اس
عہدنامہ کو قرآن نے مسلمانوں کے لئے کھلی
فتح کہا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

۵۲۔ دُنیا کے بادشاہوں کے نام

اسلام کا بُلاوا

اس عہد نامے کے بعد ایک دن رسولؐ پاک نے صبح کی نماز کے بعد مسلمانوں سے فرمایا "اب وہ وقت آپہنچا ہے کہ میں تم کو اسلام سکھانے کے لئے مختلف ملکوں میں بھیجوں۔ کیونکہ اللہ نے مجھے ساری دنیا کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اللہ کا پیغام ملکوں کے امیروں اور بادشاہوں تک پہنچاؤں۔ تاکہ دنیا

اللہ کے اس نور سے محروم نہ رہے"

رسولِ پاک نے مسلمانوں کو اسلام کے پھیلانے کی ضرورت جتلائی اور فرمایا "دیکھو تم دنیا میں اس لئے ہو کہ لوگوں کو بُرائیوں سے روکو۔ اچھائیوں کا حکم دو۔ جاؤ اللہ کے بھروسے پر دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کو اسلام کا پیام پہنچاؤ"

رسولِ پاک نے اپنی مہر تیار کرائی جس پر "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ" کھدا ہوا تھا اور آپؐ نے اس زمانے کے بڑے بڑے بادشاہوں کے نام اسلام کے بُلاوے کے خط لکھے۔

اس وقت دنیا میں بڑے بڑے بادشاہ یہ تھے :-

روم کا بادشاہ، جس کو قیصر روم کہا جاتا تھا۔ قیصر کی حکومت دُنیا کے بہت بڑے حصے پر تھی۔ قیصر کو اسلام کا بلاوا دینے کا مطلب یہ تھا کہ ساتھ ساتھ اس کی رعایا کو بھی بُلاوا پہنچے کیونکہ بادشاہ ہونے کی وجہ سے اس کی رعیّت کی ذمہ داری بھی اسی پر تھی۔

دوسرا بڑا بادشاہ ایران کا کِسریٰ تھا۔ یہ بھی بڑا بادشاہ تھا، بڑے بڑے ملک اور قومیں اس کے ماتحت تھیں۔ کِسریٰ کو اسلام کا بلاوا دینے

کا مطلب یہ تھا کہ کسریٰ کے ساتھ اس کی رعیت کو بھی یہ پیغام پہنچ جائے۔

اسی طرح مصر کے بادشاہ کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ حبشیوں کے بادشاہ نجاشی کو اسلام کا پیام بھیجا گیا تھا۔ اس وقت جتنی دنیا تھی یعنی نئی دنیا امریکہ کے علاوہ دنیا کے سارے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ تم بڑے ہوکر تاریخ میں پڑھوگے کہ اس وقت کی دنیا ان بڑے بڑے بادشاہوں کے قبضہ میں تھی۔ ان بادشاہوں کو اسلام کا پیام دینا گویا ساری دنیا کو اسلام

کا پیام دینا تھا۔

دنیا کے بادشاہوں کے نام جو خط لکھے گئے تھے ان کے مضمون مختلف تھے۔ مگر ایک بات سب میں تھی "اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ" (اے بادشاہ اسلام لا یعنی اللہ کی فرمانبرداری قبول کر، اگر اسلام لائے گا تو سلامت رہے گا۔ ورنہ ہلاک ہو جائے گا) دوسری بات جو ان دعوت ناموں میں تھی وہ یہ تھی کہ "اگر تم ہدایت کی راہ پر نہ آئے تو تمہارے ساتھ تمہاری رعایا بھی گمراہ رہے گی اور اس کا وبال

تمھاری گردنوں پر رہے گا۔"

رسولؐ پاک نے جو عیسائی بادشاہوں کو خط لکھے اُن میں قرآن کی ایک آیت لکھی جس کا مطلب یہ ہے "اے کتاب والو! یعنی اے یہودیو! اور عیسائیو! اُن سب باتوں میں تم سب ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہیں۔ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ کریں اور بندوں میں سے کسی کو اپنا معبود نہ بنائیں۔ اللہ کے سوا کسی کو بڑا نہ مانیں،" اگر اہل کتاب اس کو نہ مانیں تو

کہہ دو کہ ہم تو اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں"

ان خطوں کے جو نتیجے نکلے وہ تاریخ کی بڑی بڑی کتابوں میں موجود ہیں۔ تم بڑے ہوکر پڑھوگے ہاں اتنا سمجھ لو کہ جنھوں نے رسولؐ پاک کی باتوں کو مانا وہ بچ گئے اور جنھوں نے نہ مانا اُن کی حکومتیں مٹ گئیں۔ ان کی نسلیں برباد ہوگئیں سوچو تو بھلا اللہ کے رسول کے حکم کو نہ ماننا کتنی بُری بات ہے۔ نہ ماننے

میں تباہی اور بربادی ہے، ماننے میں
نجات اور کامیابی۔

۵۳ - مکّے کی فتح

مکّہ والوں نے حُدیبیہ کے عہد نامے کو توڑ ڈالا - وہ اپنے طرف داروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے طرف دار کافروں پر حملہ آور ہوئے - تم نے اس عہد نامے میں یہ شرط پڑھی تھی کہ جو قبیلے چاہیں مسلمانوں سے میل اور صلح رکھیں اور جو قبیلے چاہیں مکّے والوں کے طرف دار[1]

---

[1] جن لوگوں میں صلح کا قول و قرار ہوتا ہے وہ ایک دوسرے کے حلیف کہلاتے ہیں - جب کسی قوم سے کوئی عہد کیا جاتا ہے تو وہ اس قوم کے حلیف سے بھی نباہنا پڑتا ہے اور جب کسی قوم کے حلیف کوئی عہد شکنی کرے تو

بن جائیں، ان قبیلوں کے لئے بھی اس عہدنامے کی شرطیں اور اس کی پابندی ایسی ضروری تھی جیسے مسلمانوں اور مکّے کے کافروں کے لئے، مگر مکّے کے کافروں کے حلیف مسلمانوں کے حلیف قبیلے پر چڑھ دوڑے، اور ان کے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا مسلمانوں کے ساتھی قبیلے نے خانہ کعبہ میں پناہ لی۔ وہاں بھی بیچاروں کو امن نہ ملی۔ مکّے کے کافروں نے اپنے ساتھی قبیلے کی مدد کی، مسلمانوں کا حلیف قبیلہ

دوسری قوم بھی پھر اپنے عہد پر قائم نہیں رہتی۔ اسی طرح حلیف قوم سے کوئی جنگ کرے تو حلیف کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق رسول پاکؐ اور مسلمان مجبور تھے کہ اپنے طرفدار قبیلے کی مدد کریں۔ چنانچہ مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔

رسولؐ پاک کے پاس اپنی فریاد لے کر گیا۔
آپؐ نے مکّے والوں کے سامنے
تین باتیں پیش کیں" (۱) مسلمانوں کے حلیف
قبیلے کے مقتولوں کا خون بہا دیں یعنی
جو مارے گئے ہیں ان کے خون کے
عوض میں اُن کے وارثوں کو روپیہ دیں۔
(۲) اپنے ساتھی قبیلے کی مدد نہ کریں۔
(۳) اگر یہ دونوں باتیں نہ مانیں تو عہدنامہ
ٹوٹ جائے گا اور عہد نامہ کی مدّت
ختم کردی جائے گی"۔ مکّے کے
کافروں نے جواب میں کہلا بھیجا۔ ہم
عہد نامہ توڑتے ہیں۔ اس کے بعد
مسلمانوں کے لئے اس عہد نامہ پر

قائم رہنا ضروری نہ رہا۔
مسلمانوں نے اپنے حلیف قبیلے
مدد کے لئے دس ہزار فوج تیار کی
یہ دس ہزار فوج کیسی تھی؟ یہ لوگ
سب کے سب سچّے مسلمان۔ تاریخ
والے ان کو اُن کی ایمانی خوبیوں کی وجہ
سے قدّوسی (پاک لوگ) کہتے ہیں یہ لوگ
مکّے پہنچے۔ صرف اس لئے کہ اللہ
کے گھر یعنی خانہ کعبہ کو ہمیشہ ہمیشہ
کے لئے امن کی جگہ بنائیں اور ظلم
اور زبردستی کو دنیا سے مٹا دیں
اس فوج کے سردار ہمارے تمہارے
ہادیؐ رسولؐ پاک تھے۔

تم خیال کرتے ہو گے کہ رسول پاک
مکّے پر فوج لے جا رہے ہوں گے
تو شاید بڑے کرّو فرّ اور نمائش کے
ساتھ جارہے ہوں گے، جس طرح
عام بادشاہوں کا دستور ہے۔ مگر ایسا
نہیں ہوا۔ آؤ ہم بتائیں ذرا دیر سوچو
تو یہ وہ مکّہ تو نہیں ہے جہاں
لگاتار تیرہ سال دن رات رسولؐ
پاک اور مسلمانوں کو ستایا گیا۔
آپؐ کی اور آپ کے ماننے والوں
کی جانیں لینے کی کوششیں کی گئیں
اور یہ سب اسلام کے مٹانے
کے لئے کیا گیا۔ مسلمان اسلام کے

ان ہی دشمنوں پر چڑھ کر آرہے ہیں ، رسولؐ پاک تمام فوج کے سردار ہیں ، باوجود اس کے ایک اونٹنی پر نہ صرف آپؐ اکیلے سوار ہیں بلکہ آپؐ کے ایک غلام آپؐ کے ساتھ ہیں۔ دس ہزار قدوسیؓ آپؐ کے پیچھے پیچھے آرہے ہیں رسولؐ پاک اور مسلمان سر نیچے کئے ہوئے ہیں اور خدا کی بڑائی اور تعریف بیان کرتے ہوئے مکّے کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ شام کے وقت یہ اللہ کے فرمانبردار مکّے کے باہر آکر اُترے ، رسولؐ پاک نے حکم دیا کہ خوب روشنی کرو۔ رات

اسی جگہ گزاریں گے۔ سامنے مکے کی آبادی ہے، اس بستی کی گلیوں میں رسولؐ پاک کو جادوگر کہا گیا تھا۔ آپ کی ہنسی اڑائی گئی تھی۔ آپؐ کو دنیا کا لالچ دیا گیا تھا۔ مکّے کے رہنے والے رسول پاک اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے، اسی سبب سے رسولؐ پاک اور مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا تھا۔ رسولؐ پاک اور مسلمان بالکل بے قصور تھے۔ اگر کوئی گناہ تھا تو بس اتنا کہ رسولؐ پاک اور آپ کے ساتھی رضؓ لوگوں کو سچّے دین کی طرف بُلا رہے تھے۔ کوئی اور بادشاہ ہوتا تو ایسی ظالم

بستی کے بسنے والوں کا راتوں رات
نیند ہی کی حالت میں کام تمام
کردیتا۔ مگر یہ دین کے بادشاہ ایسے
اچھّے اور رحیم دل ہیں کہ اگر کسی
کو کانٹا بھی، لگتا ہے تو اُس کے
درد سے بے چین ہوجاتے ہیں،
قوم مارتی ہے، ستاتی ہے مگر اس
پر بھی آپؐ قوم کی بھلائی اور ہدایت
کی دُعا مانگتے ہیں اور فرماتے ہیں
"اے اللہ میری قوم مجھے جانتی
نہیں انھیں سمجھ دے"
غرض کہ رسولؐ پاک اور مسلمان
رات بھر مکّے کے باہر اللہ کی عبادت

میں مشغول رہے۔

صبح کو رسولؐ پاک نے مکّے والوں کے لئے یہ اعلان کیا۔ کہ "مسلمان شہر میں داخل ہوں گے (۱) جو آدمی اپنے گھر کے دروازے بند کرکے بیٹھا رہے گا اُسے کچھ نہ کہا جائے گا۔ (۲) جو لوگ مکّے کے سردار ابوسفیان کے گھر میں رہیں گے اُنھیں امان ہوگی (۳) جو لوگ خانہ کعبہ کے صحن میں داخل ہوں گے انھیں کوئی تکلیف نہ دی جائے گی"

غرض کہ پاک لوگوں کی یہ فوج رسولؐ پاک کے ساتھ

سے مکّے میں داخل ہوئی ہر طرف امن اور اطمینان ہے۔ مکّے کی وہی گلیاں ہیں، وہی درو دیوار ہیں، وہی لوگ ہیں جو دن رات اسلام کے مٹانے کے لئے طرح طرح کے جتن کرتے رہتے تھے۔

رسولؐ پاک اونٹنی پر سوار ہیں خانۂ کعبہ سامنے ہے، مکّے کے لوگ شرمائے ہوئے سر جھکائے آپؐ کے سامنے کھڑے ہیں آپؐ ان سے پوچھتے ہیں "تم لوگ آج مجھ سے کس قسم کے سلوک کی اُمّید رکھتے ہو" مکّے والے آپؐ کے

رحم و کرم کو اچھی طرح جانتے تھے!
وہ سب کے سب بول اُٹھے ،
"آپؐ مہربان ہیں ، آپؐ رحم
والے ہیں ، آپؐ مہربان بھائی کے
بیٹے ہیں " یہ سُن کر آپؐ نے فرمایا
" جاؤ تم پر کوئی الزام نہیں ہے "
اس کے بعد رسولؐ پاک نے
خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک و صاف
کیا۔ جن کی تعداد ۳۶۰ تھی۔ بس
اُس دن سے قیامت تک
کے لئے خانہ کعبہ بتوں کی پوجا
سے پاک و صاف ہوگیا۔ حضرت
ابراہیمؑ کی دعا پوری ہوئی۔ اس

گھر کو حضرت ابراہیمؑ نے خدا کیلئے بنایا تھا۔ رسولؐ پاک نے اُسے بتوں سے صاف کرکے پھر سے خدا کا گھر بنا دیا۔

رسولؐ پاک نے مکّے والوں سے اسلام کے معاملے میں کچھ نہ کہا۔ وہ خوب سوچ سمجھ کر آپ ہی آپ مسلمان ہوگئے۔ اور آئندہ کے لئے مکّہ مسلمانوں کی پاک بستی بن گئی۔ اللہ کی رحمت اور برکت اس پاک بستی پر دن رات نازل ہو۔

۵۴۔ عرب میں گھر گھر اسلام کا چرچا

مکّے کی فتح کے ساتھ ہی سارا عرب اسلام کے آگے جھک گیا۔ عرب کے رہنے والوں نے اسلام کی اچھّائیوں کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ اس کے علاوہ فتح مکّہ کے بعد رسولؐ پاک کی عام معافی نے لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچا۔ ایسا اچّھا معاملہ اور ایسی اچھی عادتیں اُنھوں نے پہلے کبھی نہ دیکھیں تھیں اور نہ سنیں تھیں۔

عربوں کے قبیلوں کے قبیلے آ آ

کر مسلمان ہونے لگے۔ رسولؐ پاک
کے پاس رہ کر اسلام سیکھتے پھر
اپنے قبیلوں میں جاکر لوگوں کو اسلام
سکھاتے۔ تاریخ والے اس سال
کو وفدوں کا سال کہتے ہیں۔
اس سال رسولؐ پاک کے پاس
عربوں کی ٹولیوں کی ٹولیاں آتیں
اور اسلام قبول کرتیں۔
قرآن میں اس واقعہ کو یوں بیان
کیا گیا ہے "جب خدا کی مدد اور
کامیابی آئی تو دیکھا تو نے لوگ
فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل
ہو رہے ہیں۔ پس اللہ کی بڑائی اور

بزرگی بیان کر۔ اس سے معافی مانگ
بے شک وہ بڑا ہی معاف کرنے
والا اور بخشنے والا ہے"۔

رسولؐ پاک کے آخری حج سے
پہلے عرب سے بت پرستی مٹ
گئی۔ لوگ ایک خدا کے آگے جھک
گئے اور سارے ملک عرب کا
ایک ہی دین ہوگیا چاروں طرف
اَللہُ اَکبَر کی صدائیں بلند ہونے
لگیں۔ اب سارا عرب اسلام کی
روشنی سے جگمگا اٹھا اسلام کی باتیں
عرب کے بچّے بچّے میں نظر آنے
لگیں۔ عرب کا صحرا کلمۂ توحید

سے گونج اُٹھا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

۵۵۔ رسولؐ پاک کا آخری حج

ہجرت کے دسویں سال رسولؐ پاک نے اپنا آخری حج کیا اس حج میں اسلام کے ماننے والوں کی تعداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار تھی اتنا بڑا مجمع ہے یہ سب لوگ ایک خیال کے ہیں۔ ایک اللہ کے ماننے والے ہیں۔ سب کے دل بدل گئے ہیں۔ رسولؐ پاک کے قدموں پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔

ایک عجیب تماشا تھا جو دنیا نے دیکھا وہی مکّہ ہے، جہاں آپؐ کی بات کو کوئی سُننے والا نہ تھا۔ وہی مکّہ ہے جہاں آپؐ کو جادو گر کہا جاتا تھا۔ وہی مکّہ ہے جہاں آپ پر پتھر برسائے جاتے تھے وہی مکہ ہے جہاں کے لوگ اپنے کانوں میں روئی ڈالے رہتے تھے کہ آپؐ کی بات نہ سُن لیں، وہی مکہ ہے جہاں آپؐ کے قتل کی تدبیریں کی گئیں، مگر اللہ نے ان تدبیروں کو ناکام کیا۔

اب آج آپؐ کے آخری حج کے

دن ملنے کے بننے والے آپؐ کا ایک ایک لفظ سننے کے لئے بے تاب ہیں، رسولؐ پاک کو اپنا ہادیؐ اور اپنا آقاؐ مان رہے ہیں" آپؐ کے حکموں کو ماننے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اسی حج کے بعد اللہ نے قرآن کی یہ آیت اُتاری اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ آج کے دن میں نے تمھارے دین کو کامل کر دیا۔ دین کے پورے ہونے کا یہ مطلب

ہے کہ اس کے بعد کوئی نیا دین
آئے گا اور نعمت کے پورے ہونے
سے یہ مراد تھی کہ رسالت پوری ہو گئی
اب کسی نبی یا پیغمبر کی ضرورت دنیا
کو نہ رہے گی۔ بس رسولؐ پاک
کی رسالت ساری دنیا کے لئے
آخری رسالت ہے اور اسلام آخری
دین ہے اب کسی نئے دین کی دنیا
کو ضرورت نہ ہوگی۔

اس حج کے موقع پر رسول
پاک نے مسلمانوں کو کچھ نصیحتیں کی
تھیں۔ وہ نصیحتیں ایسی اچھی ہیں
ہم کو چاہیئے کہ ان پر خود بھی عمل

کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں
وہ نصیحتیں یہ ہیں ذرا کان لگا کر سنو۔
"لوگو! تمہاری جانیں اور تمہارا
مال اور تمہاری آبروئیں اور عزتیں
ایک دوسرے کے لئے ایسی
عزّت والی ہیں جیسا کہ یہ حج کا
مہینہ عزّت والا مہینہ ہے، یہ حج کا
دن عزّت والا دن ہے، یہ جگہ کی
جگہ عزّت والی جگہ ہے۔ تم سب
کے سب آدمؑ کی اولاد ہو۔ عربی
کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی
برتری نہیں ہے سب مسلمان آپس
میں ایک دوسرے کے بھائی

بھائی ہیں اور سب بھائیوں کے حقوق برابر ہیں۔ تمہاری عورتوں کے تم پر حقوق ہیں۔ عورتیں تمہارے ہاتھ میں اللہ کی امانت ہیں۔ پس تم ان سے اچھا برتاؤ کرو تمہارے غلام اللہ کے بندے ہیں جو خود کھاؤ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو ان کو پہناؤ۔ لوگو! میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ دو چیزیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کا طریقہ ہے"

آخر میں رسولؐ پاک نے لوگوں سے پوچھا "لوگو" قیامت کے دن تم سے میری بابت پوچھا جائے گا۔ تو تم کیا جواب دوگے؟" سب مسلمانوں نے ایک ہی آواز میں کہا: "ہم شہادت دیں گے کہ آپؐ نے اللہ کے حکم ہم تک پہنچا دیئے، آپؐ نے نبوت کے کام کو اچھی طرح انجام دیا۔ آپؐ نے کھرا اور کھوٹا ہم کو اچھی طرح بتا دیا۔"

اسی وقت رسولؐ پاک نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاکر فرمایا "اے اللہ سُن لے! تیرے

بندے کیا گواہی دے رہے ہیں۔ اے
اللہ گواہ رہ۔ یہ سب کے سب
لوگ کیا صاف اقرار کر رہے ہیں"
پھر رسولؐ پاک نے مسلمانوں کو
سمجھایا "دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ اُن
لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں یہ سب
باتیں پہنچادیں، ممکن ہے کہ بعض سننے
والوں سے وہ لوگ زیادہ ان باتوں کو
یاد رکھیں اور ان کی حفاظت کریں اور اسلام
کی باتوں کو اوروں تک پہنچائیں"

۵۶ - رسولؐ پاک کی وفات

ہجرت کا گیارہواں سال ہے۔ رسولؐ پاک آخری حج کرکے مدینے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ رسولؐ پاک نے مسلمانوں کو اس حج کے موقع پر پوری باتیں بتادی ہیں۔ اللہ نے اسی موقع پر آپؐ کو دین کے پورا ہونے اور نبوت کے ختم ہونے کی خوشخبری دیدی۔ اس بات سے رسولؐ پاک کے بڑے بڑے ساتھیوں کو معلوم ہونے لگا تھا کہ آپؐ اپنا کام پورا کرچکے اور اب

بہت دن ہمارے ساتھ نہ رہیں گے۔
آخری حج سے واپس آنے کے بعد رسولؐ پاک نے وفات سے ایک مہینے پہلے مسلمانوں کو جمع کر کے یہ نصیحتیں کیں "لوگو! اللہ کی سلامتی اور حفاظت اور مدد تمہارے ساتھ ہو۔ اللہ تمہیں بڑھائے۔ اللہ تم کو سیدھی راہ پر چلنے کی طاقت دے، اللہ تمہیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ دنیا کی مصیبتوں سے بچائے اور سلامت رکھے۔ میں تمہیں خدا ترسی اور پاکیزگی کی تاکید کرتا ہوں اور تمہیں اپنا جانشیں بناتا ہوں تم کو اللہ کے عذاب سے

ڈراتا ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں
کہ تم بھی لوگوں کو اللہ کے عذاب
سے ڈراتے رہوگے۔ تم کو تاکید
کرتا ہوں کہ اللہ کی بستیوں میں گھمنڈ
اور غرور نہ پھیلنے پائے" آخر
میں رسولؐ پاک نے فرمایا "میں
ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تم
کو حاصل ہوں گی۔ مجھے یہ ڈر نہیں
کہ تم مشرک بن جاؤگے لیکن ڈر
اس بات کا ہے کہ دنیا کے
لالچ اور فتنے میں پڑکر تم کہیں اسی
طرح ہلاک نہ ہو جاؤ۔ جیسے پہلی قومیں
تباہ ہوگئیں" آخر میں آپؐ نے

سب مسلمانوں پر جو قیامت کے
نمودار ہونے تک اسلام میں داخل
ہوتے رہیں گے سلام بھیجا۔
کچھ دنوں بعد آپؐ کو بخار آیا
آپؐ کا بخار کبھی بڑھ جاتا تھا، کبھی
کم ہو جاتا تھا۔ وفات سے پانچ دن
پہلے آپؐ دو ساتھیوں کے کندھوں
پر سہارا دے کر مسجد میں تشریف
لائے اور ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کو
اچھی طرح سمجھا دیا کہ "تم سے
پہلے ایک قوم گذری ہے جس نے
نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو
عبادت گاہ بنایا تھا۔ تم ہرگز ایسا

نہ کرنا۔ اُس قوم پر اللہ کا بڑا غضب ہے جس نے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا دیکھو! میں تمہیں اس بات سے روکتا ہوں۔ دیکھو میں تمہیں سب باتیں پہنچا چکا۔ اے اللہ تو اس بات کا گواہ رہ! اے اللہ تو اس بات کا گواہ رہ!!"

ان نصیحتوں کے بعد رسولؐ پاک نے مسلمانوں سے پوچھا "کسی مسلمان کا مجھ پر کوئی حق ہو تو وہ اپنا حق مجھ سے مانگے اور لے لے" ایک مسلمان سے رسولؐ پاک نے کچھ قرض لیا تھا آپ نے اُسے وہ قرض ادا فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ کا ضعف زیادہ

ہوگیا۔ آخر پیر کے دن ۶۳ سال کی عمر میں آپؐ اپنے اللہ سے جا ملے۔ وفات کے وقت آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ تھے "نماز! نماز!! اور لونڈی غلام کے حق" آخر میں فرمایا "اے اللہ تو بہترین دوست ہے"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اے اللہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد کی اولاد پر رحمت، برکت اور سلامتی بھیج۔

۵۷۔ رسولؐ پاک کی زندگی کے

آخری تیئس ۲۳ سال

ایک یتیم بچّہ مکّے میں بڑھا، جوان ہوا۔ تجارتی کاروبار کرنے لگا مکّے کے بسنے والوں میں سچّا اور امانت دار مشہور ہوا پھر اس کی بیاہ شادی ہوئی، وہ اپنے کام میں مصروف رہتا ہے چالیس سال کی عمر میں یکایک اس کے دل میں ایک ایسا خیال پیدا ہوتا ہے جو اور

لوگوں کے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ وہ خیال کیا تھا؟ یہ تھا کہ یہ اونچا اونچا آسمان، یہ چوڑی چکلی زمین کس نے بنائی، انسان کو کس نے پیدا کیا، انسان کے پیدا ہونے کا کیا مطلب ہے؟

اب یہ جوان ان باتوں کو سوچنے کے لئے باہر پہاڑوں کے غاروں میں رات دن کاٹتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے اللہ کی طرف سے ایک روشنی ملتی ہے، وہ روشنی کیا ہے؟ وہ اللہ کا پیغام، رسالت اور سچا دین۔ اس روشنی سے پہلے خود نور حاصل کرتا ہے پھر دنیا کے لوگوں کو وہ روشنی

اس روشنی کے پھیلانے کے لئے اس کو بہت کم وقت ملا۔ کل تیئیس ۲۳ سال خیال تو کرو، عرب جیسا اُجڑ، جاہل ملک اُسؐ کو ملتا ہے عرب کے بسنے والے جہالت میں مست ہیں، اچھائی کی بات بتانا اپنے آپ کو تکلیفوں میں ڈالنا ہے۔ نہ ان کا دین ٹھیک، نہ دنیا۔ نہ اُن کے ملک میں کوئی حکومت ہے، اور نہ کوئی قانون، ایسے لوگوں اور ایسے ملک میں آپؐ نے اسلام سکھانا اور پھیلانا شروع کیا۔

وقت کم، کام مشکل۔ مگر کام کرنے والا

ان تھک اور ہمّت نہ ہارنے والا۔ اسی ملک کی اصلاح اور بھلائی کے لئے سینکڑوں برس پہلے یہودیوں اور عیسائیوں نے لگاتار کوششیں کیں، مگر بے کار۔ تم سمجھتے ہوگے ایسے ملک کی اصلاح کرنا، ایسے ملک کے خیالات بدلنا بلکہ انھیں دنیا میں اسلام پھیلانے کے لئے تیار کرنا کچھ آسان کام تھا؟ تم ضرور کہوگے نہیں ہرگز نہیں۔

ہمارے تمہارے ہادی نے ۲۳ سال کی تھوڑی سی مدّت میں یہ سب کچھ کر دکھایا۔ اور ایسے وقت میں کر دکھایا جبکہ

سارا عرب اُن کا جانی دشمن تھا اور اپنے بیگانے ہو چکے تھے ، یہودی اُن کے خون کے پیاسے ، مکّے کے بُت پرست اُن کی جان کے خواہاں۔ مکّے کی گلیوں میں ان کی ہنسی اڑائی گئی۔ گالیاں دی گئیں۔ جان سے مار ڈالنے کی تدبیریں کی گئیں۔ آپؐ خدا کے حکم سے مکّے کو چھوڑ کر مدینے جا کر رہتے ہیں۔

مکّے والے بڑی بڑی فوجیں لے کر چڑھ آتے ہیں اور پردیس میں چین تو کیا بلکہ زندہ رہنے دینا بھی نہیں چاہتے۔ یوں سمجھو کہ تیرہ ۱۳ سال تک

میں لگاتار بُری طرح ستایا گیا۔ دس سال مدینے میں دن رات کی زندگی اور آرام میں خرابی پیدا کرتے رہے۔ مگر اللہ رے ہمّت! ستائے گئے ملک نکالا ہوا۔ پردیس کی راتیں آنکھوں میں کٹیں۔ دن دشمنوں کے حملوں سے بچاؤ میں گزرے۔ لیکن اللہ کا کام پورا کیا۔ اور اس کا حکم لوگوں تک جتا جتا کر پہنچایا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ دنیا نے وہ تبدیلی دیکھی جو نہ اُس سے پہلے کبھی دیکھی تھی اور نہ آگے چل کر دیکھے گی۔ وہ تبدیلی کیا تھی آؤ ہم بتائیں۔ عرب اتنا بڑا ملک

جس کا رقبہ بارہ لاکھ مربع میل ہے۔ جس میں آنے جانے کے لئے راستے بھی ٹھیک نہیں تھے۔ تمام پہاڑ ہی پہاڑ یا ریت کے ٹیلے تھے۔ جہاں کے رہنے والے ریت کے ذرّوں کی طرح الگ تھے اُن میں نہ تمیز تھی، نہ علم کی روشنی۔ ہمارے ہادیؐ نے تئیس سال میں ایسی قوم کی بالکل حالت بدل دی۔ بُری باتوں کی جگہ ان میں اچھی باتیں آگئیں۔ عرب کے صحرا اور پہاڑ ایک اللہ کی تعریف سے گونج اُٹھے بکھری ہوئی قوم ایسی ایک ہوئی کہ جس کو دیکھ کر

دنیا حیران ہو گئی - یہی قوم رسول پاک
کے پیغام اسلام کو لے کر نکلی -
اُسے دُنیا کے کونے کونے میں
پہنچایا - یہ بیان اس کتاب کے
دوسرے حصّے " اسلام کیسے پھیلا؟"
میں پڑھو گے انشاء اللہ -
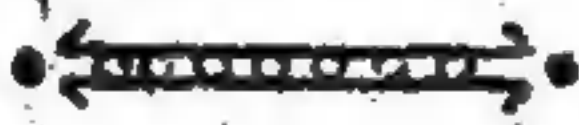
مصنّف کی دوسری کتابیں

قرآن پاک کیا ہے؟	قیمت	عہ ۸/
رسول پاکؐ کون تھے؟	"	عہ ۸/
اسلام کے مشہور سپہ سالار اوّل	"	عہ ۸/
" " " دوم	"	عہ ۸/
" " " سوم	(زیر طبع)	
" " " چہارم	"	
اسلام کے مشہور امیر البحر	قیمت	ے ۸/
اسلام کیسے پھیلا اوّل	"	عہ ۸/

فاران لمیٹڈ

پوسٹ بکس نمبر ۵۶۶، کراچی

(مطبع نیو پرنٹنگ ورکس کراچی)

اسلام کیسے شروع ہوا؟

195

از

عبدالواحد سندھی

فاران لمیٹڈ (ناشرانِ کتب) کراچی

بار سوم

قیمت ۳؎